اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چھتیسواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 26 اپریل 2021ء بروز سوموار بمطابق 13 رمضان المبارک 1442 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	دُعائے مغفرت۔	5
3	وقفہ سوالات۔	10
4	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	30
5	رخصت کی درخواستیں۔	38
6	مجالس قائمہ کی رپورٹس کا پیش و منظور کیا جانا۔	39
	مورخہ 23 اپریل 2021ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 2 پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	48

جلد 36 ☆☆☆ شمارہ 3

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 26 اپریل 2021ء بروز سوموار بمطابق 13 رمضان المبارک 1442 ہجری، بوقت دو پہر 2 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ط ذٰلِکَ الۡفَوۡزُ
الۡکَبِیۡرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطۡشَ رَبِّکَ لَشَدِیۡدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ یُبۡدِئُ وَیُعِیۡدُ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الۡغَفُوۡرُ
الۡوَدُوۡدُ ﴿۱۴﴾ ذُوالۡعَرۡشِ الۡمَجِیۡدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیۡدُ ﴿۱۶﴾

﴿پارہ نمبر ۳۰ سُوۡرَۃُ البروج آیات نمبر ۱۱ تا ۱۶﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیں انہوں نے بھلائیاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخشنے والا محبت کرنیوالا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا۔ کر ڈالنے والا جو چاہے۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔ زمرک خان اچکزئی آپ پہلے کھڑے ہوئے۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز): جناب اسپیکر صاحب! ذرا ایک بات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اُس میں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ تشریف رکھیں۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: جناب اسپیکر! یہ ہمارے میڈیا کے دوستوں نے بھی واک آؤٹ کیا ہوا ہے وحید رئیسانی کو شہید کیا گیا جناب اسپیکر صاحب اس کے لیے بھی دُعا پڑی جائے اور ایک میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ وحید رئیسانی صاحب کو شہید کرکے میڈیا والوں کا اس حوالے سے strike بھی چل رہا ہے۔ اُن کا مطالبہ یہ ہے۔ حقیقت پر مبنی ہے جناب اسپیکر صاحب! ایک تو میں صرف۔۔۔(مداخلت۔شور) آپ نصراللہ زیرے صاحب! آپ مجھے کیوں چپ کرنا چاہتے ہیں میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں آپ کہتے ہیں کہ آپ چپ ہوجائیں۔ یار! آپ لوگ جب گھنٹے گھنٹے شروع ہوتے ہیں۔۔۔(مداخلت) جناب بات سنو ثناء صاحب آپ کو وقت دوں گا دومنٹ مجھے دے دیں میں اپنا احتجاج ریکارڈ کرنا چاہتا ہوں یار آپ عجیب آدمی ہیں کہتے ہیں کہ آپ بیٹھ جائیں یار عجیب لوگ ہیں یہ آپ کی نہیں سب کی اسمبلی ہے۔ جناب اسپیکر! اُن کا میں احتجاج ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں as a Minister یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ law enforcement agencies ہیں۔ اُن سے ہماری گزارش ہے as a Minister یا گورنمنٹ کے توسط سے کہ اُن میڈیا والوں کے ساتھ آج تک جو ظلم ہوا ہے۔ ایک تو انکو اپنی protection چاہیے اُن کو تحفظ ملنا چاہیے وہ کہتے ہیں کہ ہم محسوس کررہے ہیں کہ ہمیں مارا جارہا ہے ہمارا تحفظ نہیں ہے اور اُن لوگوں کو جو شہید کیا گیا ہے اُن کا معاوضہ آج تک سات آٹھ دس سال سے اُن کا ریکارڈ آپ منگوا کر دیکھ لیں اُن کو آج تک وہ معاوضہ بھی نہیں ملا ہے۔ حالانکہ ٹارگٹ کلنگ میں مارے گئے۔ bomb blast میں مارے گئے۔ مختلف واقعات میں ان کے ساتھ ظلم ہوا ہے۔ حالانکہ میڈیا ہماری اسمبلی کی آواز پوری دنیا تک پہنچا رہا ہے اور اس میڈیا کے بغیر ہم تو zero ہیں۔ ہمیں میڈیا اور اسکے صحافی حضرات کو تحفظ دینا چاہیے۔ اور اُن کے ساتھ جو ظلم ہوا ہے اور میں اس کی مذمت کرتا ہوں میں اپنی پارٹی کی طرف سے بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے اُن کے ساتھ جو ناجائز طریقے سے، جو موٹر سائیکل اُن سے چھیننے کی کوشش کی جاتی ہے اور اُن کو شہید کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں اتنا کہوں گا کہ ہم اُن میڈیا کے، اُن دوستوں کے ساتھ ہیں۔ اُن کے احتجاج، اُن سے یہ request کرتا ہوں کہ اسمبلی کا کوریج کرلیں۔ ہم آپکے لئے بات کرلیں گے، یہ جو ظلم ہوا ہے سرینا ہوٹل میں جو دھماکہ ہوا ہے۔ اُس

حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں یہ ہمارے بلوچستان کو ڈیس ٹیبل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں دشمن ہے ہمارے وہ مختلف طریقے سے ہمارے ساتھ جو ظلم کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو ایک اتفاق واتحاد سے رہنا چاہیے تو اس میں ان کے ساتھ ہوں دُعا پڑھی جائے سب کے ساتھ ناصر بلوچ جو بھی ہمارے ساتھ ہوا ہے اُن کے ساتھ۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب! مختصر دو منٹ بات کریں تاکہ اس پر کارروائی شروع کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر! میں بات نہیں کروں گا پہلے فاتحہ خوانی کریں گے پھر بات کریں گے۔ جناب اسپیکر! صحافی عبدالواحد رئیسانی صاحب BSO کے مرکزی پریس انفارمیشن سیکرٹری ناصر بلوچ صاحب ہمارے تو اساتذہ کرام جو روڈ حادثات میں پروفیسر غلام نبی اور پروفیسر نگہت سلطانہ صاحبہ کی جو حادثہ میں شہادت ہوئی ہے ان کے لیے جناب والا فاتحہ خوانی کریں اس کے بعد اب اس پر بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: مولوی صاحب! ان شہداء کے حق میں دُعا پڑھیں۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: دو منٹ ثناء بلوچ بات کرلیں اس کے بعد پھر آپ بات کرلیں پھر کارروائی آگے لے جائیں۔ ثناء بلوچ صاحب! مختصر آج کارروائی کافی لمبی ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! رمضان کے بابرکت مہینے میں جسے رحمتوں کا مہینہ کہا جاتا ہے جس میں ماں باپ بہن بھائی بیٹی، سب کی یاد ہمیشہ ہر نماز میں ہوتی ہے کہ پروردگار ان نعمتوں اور رحمتوں کے مہینے وجہ سے ہم پر رحم کر ہمارے گھروں میں خوشی اور خوشحالی لے آئے۔ لیکن پتہ نہیں اس صوبے کے لوگوں سے کیا گناہ سرزد ہوا ہے، یا اس صوبے کے لوگوں سے کیا غلطی ہوئی ہے یا ہم سے امتحان لیا جا رہا ہے۔ جناب والا! اس رمضان کے بابرکت مہینے میں ہماری مائیں بہنیں بیوی بیٹیاں ان کے کپڑے اور ان کے دوپٹے آنسو سے تر ہو کے رہ گئے ہیں۔ ایک بزرگ جس کے کندھوں پر فرشتے بیٹھے ہوئے اس کی نعمتوں اور رحمتوں کے حوالے سے خداوند اللہ تبارک تعالیٰ کے ہمارے ملک میں آبادی وترقی ہوتی آج ان بوڑھے کندھوں پر صرف نوجوانوں کی لاشیں جا رہی ہے۔ جناب والا! بہت افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک صحافی جو عبدالواحد رئیسانی اپنی آنکھوں میں اپنے دل میں اپنے دماغ میں اپنے گھر کی روشنائی تھی اپنے گھر کا چراغ تھا۔ جناب والا! وہ شہر کی طرف یا گھر کی طرف آتے ہوئے اس کو مار کر قتل کر دیا جاتا ہے اور اس کے بعد ہی بات ہوتی ہے کہ جی موٹر سائیکل کی چوری کی واردات میں اس کا قتل ہوا ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا جناب والا! یہ ناممکن ہے کہ کوئی یہ کہے جناب والا! پینتالیس کے قریب صحافی بلوچستان میں گزشتہ دس سے پندرہ سالوں میں شہید کر دیئے گئے ہیں آج تک ایک بھی صحافی کا

قاتل یا مجرم یا ملزم عدالت کے کٹہرے میں لایا نہیں گیا۔ جناب والا! عبدالواحد کے گھر ابھی صبح میں فاتحہ خوانی کے لئے گیا اُس کے والد کو میں کیسے تسلی دیتا کہ تمہارے بیٹے کے قاتل پکڑے جائیں گے۔ جب مجھے یہ معلوم ہے کہ بلوچستان میں 60 کے قریب وکلاء دن دیہاڑے بم دھماکے میں مارے گئے۔ آج جناب والا ! سالوں گزر گئے جب ان کا کوئی ملزم یا مجرم قید خانے میں نہیں ہے۔ تو پھر عبدالواحد کے گھر والوں کو تو میں کیسے تسلی دوں کہ تمہارے بیٹے شہزادے کے قاتل سلاخوں کے پیچھے ہوں گے۔ میں ایمل کاسی اور شازیب کے والدین کو کیسے تسلی دوں گا ماہ رمضان میں افطاری کے بعد جب وہ گھر سے نکلتے ہیں بعد میں ان کی لاشیں ٹکڑوں میں آجاتی ہیں ان کے بوڑھے والدین ان کو اپنے کندھوں پر لے جاتے ہیں میں کیسے ان کو تسلی دوں کہ تمہیں اس ملک میں انصاف ملے گا اور تمہارے قاتل پکڑے جائیں گے۔ جب اس ملک کا وزیر داخلہ شیخ رشید بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ غم آنسو پونچھنے کے بجائے کہتا ہے جناب والا! ایف سی شہر سے باہر جا رہی تھی اب شہر میں واپس آجائے گی یہ اُس کا بیان ہے۔ نہ بلوچستان کے سماجی معاملات نا معاشی معاملات۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! اس پر پھر آپ تفصیلی بات کرلیں یہ تحریک بھی ہے۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: تحریک پر امن وامان پر مجموعی طور پر ہم بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ سب اسی میں آجائے گا۔

جناب ثناءاللہ بلوچ: جناب والا! میری آپ سے یہ استدعا ہے۔ ایک صحافی کا قتل صحافیوں کا احتجاج اس کو آپ دوسرے نقطہ نظر سے دیکھنا ہوگا آج صحافی تین چار معاملات اپنے حقوق کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اُن کو آپ کو سننا ہوگا۔ جناب والا! 28 کے قریب صحافی ٹارگٹ کلنگ میں شہید ہوئے۔ کیا اس ایوان میں بیٹھے ہوئے آگے ہمارا گلا نہیں پکڑ سکتے۔ آج صبح آئے تھے۔ انہوں نے ہمیں گریبان سے پکڑا کہ آپ ہمارے نمائندے ہیں دس سے پندرہ سالوں میں اٹھائیس صحافی شہید ہوئے کم از کم ایک قاتل تو پکڑا جاتا مجرم پکڑا جاتا۔ جس کوئٹہ میں ڈیڑھ ارب روپے جہاں لوگ نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ آپ safe city کے نام پر ہزاروں کیمرے نصب کرتے ہیں لاکھوں بندوق بردار کھڑے کرتے ہیں۔ اُس شہر میں روز لاشیں گرتی ہیں۔ ایک مجرم تو پکڑا جاتا کسی بم دھماکے کا؟ جناب والا! یہی ہوگا افسوس کی بات یہ ہے آج جو یہ صحافی نکلے ہیں صرف صحافیوں کو تحفظ کی ضرورت نہیں بلکہ بلوچستان میں ہر شہری اپنے آپ کو عدم تحفظ محسوس کر رہا ہے۔ سڑکوں پر عدم تحفظ ہے پروفیسرز کی لاشیں گرتی ہیں آپ کی خراب سڑکوں کی وجہ سے ہسپتالوں میں لوگ کورونا کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ آپ کے پاس سہولیات نہیں ہیں۔ صحافی شام کو رات کو اپنا کام کر کے گھر سے نکلتے ہیں دعائیں پڑھ پڑھ

کے کہ واپس اپنے گھر میں جاتے ہیں۔ جناب والا! اس صوبے میں لوگ ہم سے توقعات کرتے ہیں۔ امن وامان پر ہم تفصیل سے بات کریں گے۔ میں آپ کے توسط سے ہم ان کو دوبارہ منانے جائیں گے۔ آج ہم مجبور ہیں ہمارے بھائی ہیں۔ آپ یہاں رولنگ دیدیں کہ عبدالواحد رئیسانی سمیت جتنے بھی صحافی شہید ہوئے ہیں ان کے خاندانوں کو ابھی تک معاوضہ نہیں دیا گیا ہے۔ اکثر کے کیسز پڑے ہوئے ہیں۔ ہم، یہ کوئی جانور تو نہیں ہیں۔ ہمارے معاشرے کے زندہ خواب ہیں، یہ ہمارے معاشرے کا اثاثہ ہیں یہ ہمارے معاشرے کی بنیاد ہیں۔ یہ وہ بدقسمت صوبہ ہے جس میں سب سے زیادہ نوجوان مر رہے ہیں۔ یہ دنیا کا وہ خطہ ہے جہاں سب سے زیادہ نوجوانوں کی لاشیں اٹھائی جارہی ہیں۔ یہ وہ بدقسمت صوبہ ہے جہاں سب سے زیادہ بوڑھے والدین اپنے نوجوانوں کی لاشوں کو کندھا دے رہے ہیں۔ یہ وہ بدقسمت صوبہ ہے جس کے قبرستانوں میں بزرگ نہیں بلکہ صرف اور صرف نوجوان لاشیں تدفین کی جارہی ہیں۔ جناب والا! یہ ہمارے قومی ذمہ داری بنتی ہے ہم نے شیخ رشید کے اس بیان کا انتظار نہیں کرنا ہے کہ ایک فورس آئیگی، دوسری فورس جائیگی۔ ہمارے معاشرے میں سنجیدہ مسائل ہیں ہمارا معاشرہ سنجیدہ طور پر شکست اور ریخت کا شکار ہے ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے ہمارے ادارے تباہ و برباد ہیں۔ ہمارے تمام اداروں میں کرپشن سرایت کرگئی ہے۔ چور اور ڈاکو کی حکومت قائم ہوگئی ہے جناب والا! بحیثیت اسپیکر اگر آپ نے عبدالواحد کی صرف فاتحہ خوانی نہیں، اس کے والدین کو، ایمل کاسی کے، شاہ زیب کے یا دیگر نوجوانوں کے والدین کو تسلی دینی ہے۔ آپ کو رولنگ دینا ہوگی کہ بلوچستان میں اِدھر سنجیدہ ڈیبیٹ ہوگی۔ اگر قاتل نہیں پکڑے جاتے جناب والا! وہاں کوئی پولیس اسٹیشن ذمہ دار ہے۔ ایس پی ذمہ دار ہے آئی جی ذمہ دار ہے ڈی آئی جی ذمہ دار ہے۔ کروڑوں اربوں روپے کوئٹہ میں سیکورٹی پر خرچ کئے جاتے ہیں۔ یہ ملک اور صوبہ اس طرح چلتا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو نہ صرف صحافیوں کو واپس بلانے کیلئے کمیٹی بھیجنی چاہیے بلکہ مکمل اختیار دینا چاہیے ہوگا کہ جناب والا! امن وامان کے حوالے سے بالکل صحافیوں کے تحفظ کے حوالے یہ ایوان کوئی اہم قرارداد پاس کرے۔ یہ روز کی تسلی وتشفیوں سے کام نہیں چلے گا۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔ جی دومنٹ نصراللہ زیرے صاحب۔ وہ بات کرلیں اس کے بعد آپ بات کرلیں۔ پھر میڈم آخر میں بات کرلیں۔

جناب خلیل جارج: جناب اسپیکر! میں چاہتا ہوں کہ اس پر ایک کمیٹی بنادیں۔ speeches ہوتی رہیں گی سب سے پہلے ان کو منائے تاکہ وہ آ کے اجلاس کی کارروائی میں شامل ہوسکیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے میں عبدالواحد رئیسانی جو ایک صحافی تھے نوجوان تھے ان کی شہادت کا المناک واقعہ ہوا ہے میں اُس کی پشتونخوا ملی عوامی پارٹی کی جانب سے بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ اور میرا مطالبہ ہے کہ صحافی عبدالواحد رئیسانی سمیت جتنی بھی یہاں قتل وغارت گری ہوئی ہے اُن تمام واقعات کا ایک کمیشن کے ذریعے تحقیقات کی جائے اور تمام محرکات عوام کے سامنے لائی جائیں۔ جناب اسپیکر! مَیں آپ کی توجہ ایک جانب مبذول کراتا ہوں کہ کل رات میں پشین گیا۔ پشین میں آپ کو پتہ ہے جناب اسپیکر! چھ، سات دن پہلے وہاں پشین بازار کے وسط میں گنج رمنڈی واقع ہے۔ جہاں کم وبیش کوئی چار سو کے قریب وہاں تھڑوں پر لوگ روزگار کرتے ہیں۔ اِسی طرح وہاں پچاس کے قریب دکانیں ہیں۔ اور وہاں ہزاروں لوگ کاروبار، بزنس کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ صحافی حضرات کیلئے چار پانچ بندے یہاں سے چلے جائیں تاکہ وہ آجائیں۔ اپوزیشن سے اور گورنمنٹ دونوں سے، دو بندے یہاں اپوزیشن سے چلے جائیں۔ ثناء اللہ بلوچ، زیرے صاحب، میڈم! ایک آپ چلی جائیں، ایک خلیل صاحب چلے جائیں۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری): اجلاس کی وجہ سے ہم اپنے تمام کام بھی رمضان میں چھوڑ دیتے ہیں عبادات بھی ہماری ڈسٹرب ہوتی ہیں۔ تو kindly ایک time fix کر دیں چاہے دس لوگ بھی ہوں وہ آکے اسمبلی اسٹارٹ ہو جائے تو اس پر kindly please رمضان میں ٹائم کی پابندی بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایم پی ایز کی تعداد بہت کم تھی میں خود یہاں پہلے پہنچا ہوں، لیکن ایم پی ایز ہمارے کم آئے ہوئے تھے۔۔۔ (مداخلت۔ شور) اصل میں پھر وہ کارروائی آگے نہیں تھی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ تقریباً چھ، سات دن پہلے پشین کے گنج منڈی میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا۔ جس میں وہاں کروڑوں روپے کا نقصان ہوا اور کم از کم چھ دن سے وہ لوگ جو متاثرین ہیں دھرنا دیے بیٹھے ہیں اور ہر روز وہاں ہزاروں لوگ بیٹھتے ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ آج تک وہاں نہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے، نہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر صاحب نے، نہ تحصیلدار نے ابھی تک اس کا تخمینہ بھی نہیں لگایا ہے کہ وہاں عوام کا دکانداروں اور تھڑے والوں کا کتنا نقصان ہوا ہے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا اور یہ ہے۔ یہ طریقہ کار رہے کہ جب کوئی واقعہ ہوتا ہے تو حکومت کا فرض ہوتا ہے کہ وہاں جا کر کے وہ تخمینہ لگائے۔ اور پھر عوام کو متاثرین کو وہ معاوضہ ادا کریں۔ لیکن آج تک جناب اسپیکر! وہاں کوئی نہیں گیا ہے۔

ابھی وزیر داخلہ صاحب تشریف فرما ہیں، ایک دن پہلے بھی ہمارے دوست نے اس جانب توجہ مبذول کرائی تھی تو میں وزیر داخلہ صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ خود جا کر کے اس دھرنا میں بیٹھے ہزاروں لوگوں سے آپ ملاقات کریں اور وہاں ان کی باتیں سنیں۔ ان کے جو نقصانات ہوئے ہیں کروڑوں روپے کے آپ لوگ جا کر ان کو تسلی دیں، ان کے نقصانات کا آپ معاوضہ ادا کر دیں۔ جناب اسپیکر! اس لئے کہ وہ بہت ہی غریب لوگ ہیں۔ ان کی کل مال و متاع جو تھا وہ پانچ لاکھ، تین لاکھ تو اس طرح ان کی دکانیں تباہ ہو گئی، موٹر سائیکل وہاں جل گئے، گاڑیاں وہاں جل گئی ہیں۔ تو میں ریکویسٹ کرتا ہوں وزیر داخلہ صاحب سے کہ آپ comments کریں۔ اور آج ہی رات کو وہاں پر ان کا دہرنا ہوتا ہے آپ ان کے پاس جائیں ملاقات کریں۔ ایک بااختیار کمیٹی آپ کی سربراہی میں بن جائے تاکہ ان کو معاوضہ کی ادائیگی ہو سکے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی اصغر ترین صاحب مختصر۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! پچھلے سیشن میں نے یہ گنج منڈی کا جس میں آتشزدگی کا جو واقعہ ہوا تھا۔ وہ میں نے اسمبلی کے فلور پر اٹھایا تھا۔ آج نصر اللہ زیرے صاحب بھی اس بارے بات کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ افسوسناک، دردناک واقعہ تھا۔ اس میں یقیناً غریب لوگوں کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ اور وہ تاجر حضرات ہیں جن کی ایک چھوٹی جمع پونجی سات لاکھ، پانچ لاکھ، دس لاکھ، جس سے وہ اپنے گھر وغیرہ چلایا کرتے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے اسمبلی فلور پر بات کی وزیر داخلہ صاحب نے یقین دہانی کرائی کہ بالکل اس کا ازالہ بھی ہوگا اور ہم پشین کا دورہ بھی کریں گے۔ اور میں وزیر داخلہ صاحب کا انتہائی ممنوں ہوں ان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ٹائم دیا کل کا کہ ہم کل پشین کا دوربھی کریں گے اور جو متاثرین ہیں اُن سے ملاقات بھی کریں گے۔ بدقسمتی سمجھ لیں کہ ان کی طبیعت ناساز تھی پھر مجھے فون کیا کہ میری طبیعت ناساز ہے اور میں نہیں جا سکا۔ تو ابھی میری اُن سے بات ہوئی ہے انہوں نے کل کا وعدہ کیا کہ کل میں آپ کیساتھ جاؤں گا اور وہاں کا دورہ بھی کرونگا اور جو متاثرین ہیں ان سے بھی میری ملاقات ہوگی اور جو ان کا نقصان ہوا ہے ان کا بھی ازالہ ہوگا۔ اور دوسرا جناب اسپیکر صاحب! جام صاحب سے میری بات ہوئی ہے انہوں نے بھی یہی کہا ہے کہ بالکل یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے گنج منڈی پشین کا اور اس میں جن کے نقصانات ہوئے ہیں ان کا ازالہ کیا جائیگا انشاءاللہ۔ میری وزیر داخلہ صاحب سے یہ ریکویسٹ ہے کل کا دن ہمارا متعین ہے انشاءاللہ کل ہم جائیں گے۔ visit کریں گے اور میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ visit بھی کریں گے ہمارے ساتھ اور جو وہاں جتنا نقصان ہوا ہے گنج منڈی میں جو آتشزدگی میں ان کا ازالہ بھی کیا جائیگا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ ٹائٹس جانسن کس حوالے سے بات کرنا چاہیں گے؟۔وہ پھر بعد میں جو ہے ایجنڈے میں آئیگا اس پر آپ بیشک بات کرلیں۔ صحیح ہے۔

وقفہ سوالات۔ زاہد علی ریکی صاحب آپ اپنا سوال نمبر313 دریافت فرمائیں۔یہ زاہد ریکی آتا نہیں ہے بس قرارداد یں اور سوالات بھیجتا رہتا ہے۔بس اس کو dispose of کردیا جاتا ہے۔دوسرا سوال بھی زاہد علی ریکی کا ہے**314** وہ بھی جواب آگیا ہے اس کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر شاہوانی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر394 دریافت فرمائیں۔

عبدالخالق ہزارہ (وزیر محکمہ کھیل وثقافت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب سوال نمبر 394۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل وثقافت): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**394** **ملک نصیر احمد شاہوانی :** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر کھیل از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ 29 مارچ 2021 کو موخر شدہ

مالی سال 2020.2021 کے بجٹ میں صوبہ کے کن کن اضلاع میں اسپورٹس کمپلکیس کے قیام کی منظوری دی گی ہے تفصیل دی جائے۔

وزیر کھیل:

مالی سال 2020.2021 کے بجٹ میں صوبہ کے تمام 33 اضلاع میں سپورٹس کمپلیکس کے قیام کی منظوری دی گئی ہے جن کی کل لاگت 8755 ملین ہے تمام ڈویژنل کمشنرز پروجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کیے گئے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: تصور کیا جائے مانا جائے۔

وزیر محکمہ کھیل وثقافت: تصور بھی کر و تصور میں کیوں لارہے ہو مانا جائے بھائی مانو۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: کچھ باتیں ہم مان بھی جاتے ہیں لیکن جب باتیں ماننے کی حد سے آگے چلے جاتے ہیں پھر وہ سوالات کی شکل میں آتے ہیں۔اور پھر سوالات در سوالات ہم پوچھتے رہتے ہیں کہ یہ کم از کم بے انصافیاں کیوں ہوتی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے محترم وزیر ہمارے دوست ہے اور اچھے کافی تعلقات بھی اور کافی عرصے سے ہم نے اکھٹے جدوجہد بھی کیا ہے اور اکھٹے جدوجہد کے نتیجے میں آج اس اسمبلی میں ہم لوگ آیئے ہیں ہمیں بڑی توقع تھی ان جیسے اشخاص سے کہ اس قسم کے دوست، سیاسی ورکرز جب اس اسمبلی میں آئیں گے۔ تو پھر ان کی وجہ سے بلوچستان کے اندر ایک جو ناانصافی کی ایک بہت بڑی سلسلہ جو چلا جارہا ہے،

اس کے اندر کم از کم ان جیسے دوست جو ہے اس میں کمی کرینگے یا اس میں اپنا حصہ ڈالیں گے یا اس میں اپنا کردار ادا کرینگے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب کہ کوئٹہ کی چوبیس، پچیس لاکھ آبادی میں آدھی سے زیادہ آبادی سریاب کی طرف ہے۔ وہاں پر نواب شہید اکبر خان بگٹی کے دور میں ایک اسٹیڈیم بنا اور وہ بھی میرے خیال میں کافی عرصے سے اس پر مرمت کے پیسے بھی خرچ نہیں ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اتنے عرصے سے جتنے بھی پیسے آتے ہیں اکثر ہم نے کوئٹہ کے جو اسٹیڈیم بنے ہوئے تھے ان پر کروڑوں روپے خرچ کر کے جا رہے ہیں اور ابھی ہم ایوب اسٹیڈیم کی آپ مثال لے لیں۔ آپ دوسرے اسٹیڈیم کی مثال لے لیں آپ انہیں کے اپنے علاقے میں اگر مری آباد میں جائیں وہاں پر تو کروڑوں روپے نہیں بلکہ اربوں روپے خرچ ہو رہے ہیں شاہوانی اسٹیڈیم میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ اس پر کم از کم بڑی بات نہیں ہے ایک اس کے ساتھ ایک ہال بنانا تھا اور اس کے گیٹ سے سرچ لائٹ وہ کچھ چیزیں تھی لیکن اب بھی جو موجود ہاں کی پی ایس ڈی پی بنی ہے مجھے اس دن پتہ چلا کہ بدقسمتی سے میرے اس دوست کو بار بار میں نے ان کے گوش گزار کروایا۔ تو اب بھی جو ہے یہ اسٹیڈیم میں کچھ ایک پیسہ بھی شامل نہیں ہے اور اس دن بھی ہم نے ان سے گزارش کی تھی جناب اسپیکر صاحب جو 32۔33 اضلاع کی بات ہو رہی ہے سارا بلوچستان ہمارا ہے لیکن ایک ایسا ضلع بھی ہے جس کے اندر اگر میں کہوں پہاڑوں پر بھی انہوں نے اسٹیڈیم بنائے ہیں بارہ تیرا جگہ ایسے ہیں کہ جہان پر لوگ نہیں ہیں اسٹیڈیم ہے بنا چاہے لیکن جب وہاں پر پرا پر لوگ ہیں تو آپ اسٹیڈیم بنائیں یہ پیسے ضائع کرنے کے لیئے نہیں ہے یہ بلوچستان کے عوام کے ٹیکسوں کے پیسے ہیں جناب اسپیکر یہ تو حکومت میں بیٹھ کر جو وزیر آپ کچھ دے دو مجھ سے کچھ لے لو یہ کام ہوتے ہیں یہاں پر بھلے میرے علاقے میں کچھ بھی ضرورت نہ ہو میرے علاقے کو کچھ بھی لیکن یہ ہے کہ چونکہ آپ وزیر ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب اسپیکر صاحب انہوں نے جو پیسے خرچ کئے ہیں وہ سارے غیر منصفانہ ہیں غلط جگہ پر خرچ ہوئے ان کا آنے والا بجٹ یہی ہے صرف ایک گزارش کر سکتا ہوں آپ کی توسط سے کہ بہت بڑی رقم ہمارے اس کو ملتے ہیں کھیل و ثقافت کو لیکن یہ اگر اس طرح غلط ہوا تو یہ بلوچستان کے عوام کے ساتھ ظلم ہے ناانصافی ہے یہ بد دیانتی میں آتا ہے اس کو روکے اور خاص کر اس پر بیٹھیں پہلے والے جو 23 اضلاع ہیں اس پر آپ ایک کمیٹی بنائے اور تو نہیں ہے اسٹینڈنگ کمیٹی میں ان کو بھیجے کہ ہم دیکھیں گے 23 اضلاع میں کیا بنا ہے کس کے کہنے پر خرچ ہوا ہے آیا صحیح جگہ ہے وہ وہ میری آپیل ہے کہ آپ اس میں بھیج دے

جناب اس پر آپ رولنگ دیدیں ہم مطمین نہیں ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس میں ہم لوگ بات کرینگے۔۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر کھیل وثقافت): ملک صاحب بہت شکریہ۔ دراصل میں اس سوال کو کئی دفعہ repeat کرتا ہوں یا اس میں ضمنی سوال جو نکلتا ہے اس کے بارے میں، مَیں بتادوں۔ ملک صاحب نے پوچھا ہے کہ مالی سال 2020ء 2021ء کے بجٹ میں صوبہ کے کن کن اضلاع میں سپورٹس کمپلیکس کے قیام کی منظوری دی گئی ہے تفصیل دی جائے اتنا ہی سوال ہے تفصیل میں میں نے لکھا ہوا مالی سال 2020ء 2021ء کے بجٹ میں صوبے کے تمام 33 اضلاع میں سپورٹس کمپلیکس کے قیام کی منظوری دی گئی ہے جن کی کل لاگت اٹھ ہزار سات سو 55 ملین ہے تمام ڈویژنل کمشنر پرواجیکٹ ڈائریکٹر تعینات کئے گئے ہیں ابھی اس میں ملک صاحب سے گزارش یہی ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ہے ریکارڈ یہ سارے ضلعوں میں کبھی بھی اس سے پہلے اس چیز کا نہیں آیا کہ یہ پرواجیکٹ سپورٹس کمپلیکس کے حوالے سے ہے کہ ہم نے سارے 33 اضلاع میں رکھا ہوا ہے کوئی ایک ضلع کو جو ہے ہم نے متاثر نہیں کیا یا neglect نہیں کیا ہے یا ignore نہیں کیا پہلی بات ہے دوسری بات ہے آپ ان میں سے آپ پوچھ سکتے ہیں مجھے سے کہ کہاں کہاں پر کام start ہوا ہے کہاں پر پینڈنگ میں ہے یہ مناسب سوال ہوسکتا تھا ابھی اس کا relation اس شاہوانی اسٹیڈیم سے ہے نہیں شاہوانی اسٹیڈیم کے لئے پچھلے سال ہم نے ان کے اَپ گریڈیشن کے لئے دو کروڑ روپے رکھے تھے ابھی وہ صحیح معنوں میں یوٹیلائز نہیں ہوا ہے یا کوئی طریقہ ہے اس میں شکایت آپ کر سکتے ہیں ہم اس کو چیک کر سکتے ہیں لیکن جہاں رہی بات کہ مری آباد، مری آباد میں کوئی اسٹیڈیم نہیں رکھا گیا ہزارہ ٹاؤں میں ایک اسٹیڈیم تھا وہ پینڈنگ میں ہے اس میں زمین کا مسئلہ ہے اگر آپ مجھ سے یہ پوچھیں تو میں پوری تیاری کے ساتھ میں آیا ہوں اس میں کوئٹہ کے حوالے سے خضدار ہے، تربت ہے لورالائی ہے، خاران ہے نصیر آباد ہے سبی ہے پشین ہے چمن ہے یعنی سارے ڈسٹرکٹس میں تقریباً چودہ میں کام کا آغاز ہورہا ہے ایک چار پانچ میں جو ہے پینڈنگ ہے اس حوالے سے کہ ہمیں وہاں زمین کا مسئلہ پیش آرہا وہ زمین کا مسئلہ انشاءاللہ وتعالیٰ بہت جلد حل ہورہا ہے اور یہ پروجیکٹ انتہائی ثابت قدمی سے جو ہے میں یہ کہوں کہ کافی شفافیت کے ساتھ جاری وساری ہے انشاءاللہ وتعالیٰ آپ بےفکر رہیں گے اس پرواجیکٹ سے جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر چھوٹی سی میں اور بھی وضاحت چاہتا ہوں چونکہ میرے دوست نے کہا اگر آپ کے ساتھ اتنی تفصیل ہے کہ 33 اضلاع میں کس ضلع میں کتنے پیسے خرچ کررہے ہیں اگر وہ آپ

بتا سکتے ہیں۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ اس کے لئے آپ پھر فریش question جو ہے۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس سوال کے اندر دیکھو جناب اسپیکر صاحب سوال کو اتنے ڈیٹیل سے نہیں کیا جاتا اگر یہ ہمارے دوست اس نے ایک لم سم اتنے پیسے اتنے اضلاع مقصد میں نے سوال اس لئے لایا جناب اسپیکر صاحب کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ان اضلاع کے اندر آپ نے تفریق رکھ دیا ہے۔

وزیر کھیل وثقافت: آپ سوال لائے جیسے واشک کے متعلق سوال آیا تھا واشک کے متعلق۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں نے پورے بلوچستان پر سوال کیا ہے جب ان اضلاع میں فرق ہے تو اس تفریق کو آپ نے سامنے لانا ہے کہ میں نے سبی میں پچاس کروڑ خرچ کئے ہیں اور میں نے خاران میں دو کروڑ ۔۔۔۔۔

وزیر کھیل وثقافت: نہیں نہیں ابھی تک کوئی خرچ نہیں ہوا ہے ملک صاحب یہ پیسے رکھے ہیں واشک کے حوالے سے مجھ سے سوال کیا گیا تھا زاہد نے میں نے ان کو جواب دیا تھا دو سو 57 ملین ان کے لئے رکھا گیا ہے یہ رکھا ہوا ہے آپ سوال لائے کہ خضدار کے لئے کتنا رکھا ہے وہ اس کا محل وقوع جگہ کی مناسبت سے دیکھ کر جو ہے وہ پیسے رکھے گئے ہیں لیکن ٹوٹل amount میں نے کہا کہ یہ سارے 33 اضلاع میں اتنے رکھے ہوئے ہیں ابھی کوئٹہ کے حوالے سے آپ پوچھ سکتے ہیں کوئٹہ میں کام کا آغاز نہیں ہوا ہے یہاں پر بھی زمین ہینڈ آور نہیں ہوا ہے سپورٹس ڈیپارٹمنٹ کو۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب ایک چھوٹی سی ہماری request ہے میں اپنے منسٹر سے جب اس نے ہزارہ ٹاون میں ایک سپورٹس کمپلیکس دیا ہے کوئٹہ کے اندر اور وہاں پر زمین بھی نہیں، ایک منٹ ایک منٹ میں بات کر رہا ہوں پھر۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: قادر صاحب آپ بیٹھ جائے آپ تشریف رکھیں، آپ تشریف رکھیں۔۔۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں نے ان سے نہیں پوچھا ہے جناب اسپیکر صاحب۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر۔ آپ تشریف رکھیں، منسٹر صاحب خود جواب دے رہے ہیں آپ تشریف رکھیں منسٹر صاحب کو دجواب دیئے رہے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں نے ان سے نہیں پوچھا ہے جناب اسپیکر صاحب یہ جب وزیر بنے

تھے پھر پوچھیں گے آپ جواب دیدے پھر جب تنکڑا بنے پھر آپ وزیر بنیں گے ابھی تو میں عبدالخالق سے پوچھ رہا ہوں۔۔(مداخلت۔مائیک بند)۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میں جناب اسپیکر صاحب میں پوچھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان سب کا حلقہ ہے اس میں جو ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کوئٹہ میں اس نے ایک علاقہ رکھا ہے ہزارہ ٹاؤن کوئٹہ کی بہت بڑی آبادی ہے مضافات میں میرے خیال میں چوبیس لاکھ کی ایک بہت بڑی آبادی ہے اور وہ خود کہہ رہا ہے کہ وہاں اتنا چھوٹا سا ایریا کی مجھے زمین بھی نہیں مل رہا ہے پھر اتنی جناب اسپیکر صاحب ان کی آپ سوچ کی اتنی سریاب میں، مین زمین دیتا ہوں جناب اسپیکر صاحب 78 ایکڑ آپ کے ریسرچ سینٹر میں پڑا ہے آپ مفت کی بنائے ابھی جو وہاں پر کمپلیکس بنا ہے جہاں پر زمین پڑی ہے آپ وہاں پیسے نہیں دیتے ہیں جناب اسپیکر صاحب یہی تو المیہ جناب اسپیکر صاحب کہ وہ ایک اسٹیڈیم بنانا چاہتا ہے اس کو ہزارہ ٹاؤن میں بنانا چاہتا ہے یہ کہتا ہے کہ نام ناں لیں۔

جناب عبدالخالق ہزار(وزیر کھیل وثقافت): ملک صاحب! آپ کا focus ہزارہ ٹاون کی طرف ہے اس سے پہلے بھی جو آپ مطلب۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس لئے یہ ہزارہ ٹاون کے پیسے نہیں ہے یہ ہزارہ ٹاون کے پیسے نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دنوں cross talk نہ کریں۔

عبدالخالق ہزارہ(وزیر محکمہ کھیل وثقافت): جناب اسپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہ پورے بلوچستان کے پیسے ہیں جناب اسپیکر صاحب! یہ اگر ہزارہ ٹاؤن کے پیسے ہیں اور زمین نہیں ہے وہاں پر کیوں اس پر کچلاک میں بنائیں جناب اسپیکر صاحب! زمینیں پڑی ہیں آپ نواں کلی میں بنائیں آپ سریاب میں بنائیں۔آپ نوحصار میں بنائیں اگر کوئٹہ کے اندر جب آپ بنانا چاہتے ہیں جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کا سوال آ گیا ہے اُن کو جواب دینے دیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سوال کا میرا لانے کا مقصد یہ ہیں کہ تفریق ہیں اور ایک اسٹیڈیم کوئٹہ میں بنا رہا ہے اور وہاں پر زمین نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! آپ سوال بھی خود کر رہے ہیں اور جواب بھی خود دے رہے ہیں۔ان

کو جواب دینے دو۔

وزیر محکمہ کھیل وثقافت: ملک صاحب ایک تو irrelevant ضمنی سوال نہ کریں kindly جو سوال، جواب سے related ہیں۔ ہزارہ ٹاؤن کا اسپورٹ کمپلیکس قادر نائل نے اپنے فنڈز سے اس حوالے سے 20 کروڑ روپے رکھے ہیں۔تو آپ بھی شاہوانی اسٹیڈیم کے لیے 13 کروڑ جب آپ کو حکومت کے طرف سے ملے تو آپ جہاں پر point out کروگے آپ رکھ دیتے تھے۔لیکن جو سوال آپ نے میگا پروجیکٹ کے حوالے سے کیا ہے کوئی اسپورٹس کمپلیکس مری آباد میں نہیں بن رہا ہے نہ ہزارہ ٹاؤن میں بنا ہے۔ ایک سریاب روڈ پر ہے دوسرا نو حصار میں consider ہو رہا ہے یہ دو بڑے sports complex جو اسی میگا پروجیکٹس میں ہیں وہ وہاں پر بن رہے ہیں۔ابھی ملک صاحب پتہ نہیں ہے کیا۔میں مری آباد کی بات کر رہا ہوں ہزارہ ٹاؤن اس کے ذہن میں آ رہا ہے یعنی مطلب جو سوچ ہے اس سے عیاں ہوتا ہے کہ آپ کو کیا مسئلہ ہے ہزارہ ٹاؤن سے؟۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اس سے یہ عیاں ہو رہا ہے کہ آپ کوئٹہ ہزارہ ٹاؤن یا مری آباد سمجھتے ہیں آپ سارے فنڈ وہاں پر لگوانا چاہتے ہیں۔

عبدالخالق ہزارہ (وزیر محکمہ کھیل وثقافت): ابھی سب سے زیادہ بہترین کام جو ہیں حلقہ 36 اور 27 میں ہو رہا ہے، اس میں میرا کیا قصور ہے ہم سیریس جواب دے رہے ہیں آپ بے فکر رہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: order in the House آگے سوال کی طرف آتے ہیں ۔عبدالخالق صاحب آپ کا جواب آ گیا۔آپ کا جواب آ گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب آپ اپنا سوال نمبر 329 دریافت فرمائیں۔

محترمہ بشریٰ رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اطلاعات): جناب اسپیکر! صحافیوں سے ہم ملے ہیں اور ان کے جو بھی مطالبات ہیں انشاء اللہ تعالیٰ میں آج ہی سی ایم صاحب سے ملاقات کروں گی اور ان کے تمام مسئلے انشاء اللہ حل کرنے کی کوشش کروں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چلیں اچھا کیا۔Good۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: پہلے تو جناب اسپیکر! میں صحافیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنا واک آؤٹ ختم کیا مسٹر اسپیکر Question No. 329۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ واسا: سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆329 جناب نصراللہ خان زیرے: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 4 فروری، 19 فروری اور 29 مارچ 2021 کو موخر شدہ

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2021-2020 کے مرکزی پی ایس ڈی پی میں مانگی ڈیم کیلئے رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے تفصیل تاحال آمدہ اخراجات کے دی جائے نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مالی سال کے صوبائی پی ایس ڈی پی میں مذکورہ ڈیم کیلئے رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے تفصیل تاحال جاری کردہ رقم کے دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: مالی سال 2020.2021 کے وفاقی پی ایس ڈی پی میں مانگی ڈیم کیلئے کل 1745.0 ملین مختص کی گئی ہے جبکہ مذکورہ سال کے صوبائی پی ایس ڈی پی میں مذکورہ ڈیم کیلئے کل 500.0 ملین مختص کیے گئے ہیں اور تاحال آمدہ اخراجات تا اکتوبر 2020 4262.744 ملین ہے نیز تاحال وفاقی پی ایس ڈی پی سے ریلیز/ جاری شدہ رقم 310.0 ملین جبکہ صوبائی پی ایس ڈی پی سے تاحال ریلیز/ جاری شدہ رقم 100.0 ملین ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ وفاقی PSDP مانگی ڈیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہیں انہوں جواب میں کہا ہے کہ 1745.0million جب کہ صوبائی پی ایس ڈی پی میں 500million ہیں۔ لیکن جناب اسپیکر! اس ڈیم کا جو ہمارے دور میں ہم نے شروع کیا ہم نے افتتاح کیا ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اب یہ مکمل ہوتا لیکن منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ 4262.744million میں سے اب تک محض بہت ہی کم رقم ابھی تک خرچ ہوئی ہیں۔ کام کا رفتار آپ دیکھیں وفاقی پی ایس ڈی پی سے جو release رقم ہے 310 ملین ہیں اور صوبائی پی ایس ڈی پی سے 100million ہیں تو اتنا کم رقم release ہوا ہے۔ اور کام کا رفتار تو بھی اسی طرح ہوگا کام کا رفتار تو پھر نہیں ہوگا جب کہ ہمیں کوئٹہ کے لیے پانی چاہیے اور اسی لیے ہم نے مانگی ڈیم کا منصوبہ اُس وقت شروع کیا تھا کہ کم از کم کوئٹہ کا کوئی 30-20 فیصد پانی کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا): جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو بات یہ ہے کہ یہ جو ڈیم شروع ہوا یہ کسی حکومت یا کسی وزیر اعلیٰ کے کہنے پر نہیں ہوا۔ یہ آپ کے معزز عدالت نے اس کا نوٹس لیا۔ ایک کیس تھا یہ ان کی حکومت سے بھی پہلے یہ پھر reflect ہوا تھا۔ پھر ہائی کورٹ نے اس کا باقاعدہ نوٹس لیا۔ تو یہ credit میرے خیال میں ہائی کورٹ کو جانا چاہیے عدالت کی کہنے پر یہ reflect ہوا اور دوسری

بات یہ ہے کہ جہاں تک financial اور physical progress کی بات ہے یقیناً تھوڑا سا وہاں پر difference ہیں وہ اس حوالے سے ہیں کہ سائیڈ پر تھوڑا سا کبھی کبھار issues آ جاتے ہیں اور ابھی میرے خیال میں equal جا رہا ہے اور with in time انشاءاللہ یہ complete ہو جائیگا ابھی کچھ دن پہلے بھی ہمارے چیف جسٹس صاحب نے بھی اس کا visit کیا تو ایک بہترین کام ہو رہا ہے وہاں پر۔ تو میرے خیال میں میں financially طور پر تو کوئی مسئلہ نہیں physically طور پر وہاں پر تھوڑا بہت مسئلے تھا پہلے۔ لیکن الحمداللہ مسائل کوئی نہیں ہیں انشاءاللہ ٹائم کے اندر یہ complete ہو جائیگا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ دمڑ صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب نے کہا کہ وہاں پر کچھ مسائل ہیں۔ کیا مسائل ہیں وہاں پر ہمیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں؟۔ پیسے آپ نے رکھے ہیں خرچ آپ سے ہو نہیں رہا ہے یہ تو آپ کی حکومت کی آپ کی نااہلی ہیں کہ آپ جو ہیں ناں پیسے خرچ نہیں کر رہے ہو۔ یہ تو good governance والی بات ہے کہ آپ کے پاس کوئی governance کا سسٹم نہیں ہے اور آپ جو ہیں ناں اُس میں خرچ نہیں کر پا رہے ہو تو ہمیں بتایا جائے ہاؤس کو کہ کب تک مانگی ڈیم مکمل ہوگا؟۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ وانجینئرنگ وواسا: یہ باقاعدہ میرے خیال میں اگر ایک الگ سوال کیا جائے کہ کب تک complete ہو جائیگا پھر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب جمع آ جائے گا۔ لیکن ابھی جہاں تک issues یا مسئلے مسائل کا تعلق تھا وہاں سائیٹ پر کوئی ایسے مسئلے مسائل تو اور نہیں تھے یہ rock ہے سخت پہاڑ کو کاٹنا پڑتا ہے میرے خیال میں کوئی جا کر وہاں پر سائیڈ سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں پر کتنا بڑا کام ہو رہا ہے ڈیپارٹمنٹ کیا ڈیپارٹمنٹ کی نااہلی ہے یا ڈیپارٹمنٹ کو credit جانا چاہیے یہ یہاں سے بیٹھ کر تو میرے خیال میں کسی کو اندازہ ہی نہیں ہے کہ مانگی ڈیم کیا ہے صرف کاغذوں کے حد تک ہم دیکھتے ہیں وہاں پر ایک بہت بڑا کام ہو رہا ہے اور وہاں پر بہت ہی کام ہوا ہے تقریباً complete ہو چکا ہے۔ میرے خیال میں اس پر زیادہ ٹائم نہیں لگے گا۔ اگر ایک الگ سوال جمع کیا جائے اور اس کا جواب میرے خیال میں ڈیپارٹمنٹ سے ٹائم کے بارے میں ہم ایک الگ جواب دے سکتے ہیں۔ لیکن وہاں بھی مسئلے مسائل یقیناً اتنے نہیں ہیں ضروری ڈیم ہیں یہاں جب کورٹ نے اس کو serious لیا تھا۔ کورٹ نے اس حکومت پر ایک پریشر ڈالا تھا کہ یہ ضروری ہے کوئٹہ کے لیے باقاعدہ پلاننگ کمیشن کو بلایا تھا اس وقت۔ تو جب کورٹ نے اتنا ڈیم propose کیا تو ظاہری بات ہے کہ اس ڈیم کی اہمیت ہے اور افادیت ہے لیکن یہ ڈیپارٹمنٹ نے بھی اتنا لائٹ نہیں لیا اس پر جو بہترین

کام ہو رہا ہے انشاء اللہ جب کوئی موقع پر جائیں گے کورٹ نے با قاعدہ یہ میرے خیال میں monthly basis۔ پر یہ انکی progress review ہوتے ہیں وہاں پر پیشی ہوتی ہیں وہاں پر تو ہر مہینے کے آخر میں پی ڈی نے وہاں جا کر اس کے پراگرس جمع کرنا ہوتا ہے وہاں پر تو کورٹ بڑا اس میں interested ہے اور پھر پچھلے دنوں چیف جسٹس صاحب بھی خود گئے تھے وہ یہاں پر کاغذوں میں کچھ دیکھتے تھے وہ اتنا متاثر نہیں تھا جب وہاں جا کر اس نے سائیڈ دیکھا تو وہ بڑا متاثر ہوا اور با قاعدہ ڈیپارٹمنٹ کو appreciate کیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ویسے تمام وزراء کو پتہ ہونا چاہیے کہ ان کے پروجیکٹس کتنے وقت میں میں complete ہوں گے۔ جتنے بھی وزراء ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب سوال نمبر 330 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: thank you مسٹر اسپیکر question 330۔

جناب نور محمد دمڑ (وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و بی واسا): سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆330 جناب نصر اللہ خان زیرے: نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ، <u>4 فروری، 19 فروری اور 29 مارچ 2021 کو مؤخر شدہ</u>

کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2021-2020 کے مرکزی پی ایس ڈی پی میں ھلک ڈیم کیلئے رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گئی ہے اور مذکورہ ڈیم پر اب تک کسقدر فیصد کام کیا گیا ہے تفصیل دی جائے نیز کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مالی سال کے صوبائی پی ایس ڈی پی میں مذکورہ ڈیم کیلئے رقم مختص کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم کی گئی ہے تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: مالی سال 2020.2021 کے وفاقی پی ایس ڈی پی میں ھلک ڈیم کیلئے رقم مختص نہیں کی گئی اور اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی صوبائی پی ایس ڈی پی کے مد میں مذکورہ ڈیم کیلئے کوئی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مسٹر اسپیکر! میں نے پھر چونکہ مانگی ڈیم اور ھلک ڈیم یہ ہمارے دور میں ہم نے feasibility report بھی بنی تھی۔ ھلک مانگی ڈیم میں کام بھی شروع ہوا یہ جو دوسرا ڈیم ہے یہ بھی اسی طرح اہمیت کا عامل ہے اگر ھلک ڈیم بن جاتا ہے تو اس سے بھی کوئٹہ کے پانی کا جو مسئلہ ہے جو serious issue ہیں وہ اس ڈیم سے حل ہوگا لیکن انہوں نے جواب میں کہا ہے کہ سال 21-2020 کی وفاقی پی ایس ڈی پی میں ھلک ڈیم کے لیے رقم مختص نہیں کی گئی اور اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا اور نہ ہی صوبائی پی ایس ڈی پی کی

مد میں مذکورہ ڈیم کے لیے کوئی رقم مختص کی گئی ہیں منسٹر صاحب مجھے بتائے کہ کیا اس سال وفاقی یا صوبائی پی ایس ڈی پی میں ھلک ڈیم کے لیے رقم رکھی جائیں گی اگر رکھی جائے تو کتنے رقم رکھی جائیں گی کیونکہ یہ بہت لازمی ڈیم ہیں کوئٹہ کے لیے۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: جی جناب اسپیکر! اِس ڈیم کا ماضی میں کوئی ریکارڈ ہی نہیں تھا۔ جب سے ہم آئے ہیں ہم نے اس ڈیم پر باقاعدہ کام شروع کیا ہے اور یقیناً اس ڈیم کا اہمیت تو ہے لیکن ماضی میں اس کی اہمیت پر نہ ہی کسی نے بات کی ہے نا یہ اس وقت کسی نے اٹھایا تھا لیکن جب ہماری حکومت آئی ہے ہم نے باقاعدہ فیڈرل سے اس کی feasibility study کرایا ہے اور اس کی باقاعدہ feasibility study ہو چکی ہیں۔ تو یہ آنے والے بجٹ میں انشاء اللہ یہ باقاعدہ اپنے جتنے بھی estimate ہے جتنے بھی cost ہیں اس کے ساتھ ہی ہینڈل کیا جائے گا انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ دمڑ صاحب۔ جی زیرے صاحب سوال نمبر 347 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Question no 347۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و، واسا سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

☆**347** **جناب نصر اللہ خان زیرے:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020</u>

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔<u>4 فروری، 19 فروری اور 29 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں جون 2018 تا 31 / اگست 2020 کے دوران تعینات کردہ ملازمین کے نام بمعہ ولدیت، جائے تعیناتی تنخواہ اور لوکل/ ڈومیسائل کی تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں جون 2018 تا 31 اگست 2020 کے دوران تعینات کردہ ملازمین کی تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: مسٹر اسپیکر! میں نے پوچھا ہے اس سوال میں کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ جون 2018ء تا 31 اگست 2020ء کے دوران تعیات کردہ ملازمین کے نام بمائے ولدیت جائے تعنیاتی تنخواہ اور لوکل ڈومیسائل تفصیل دی جائے۔ منسٹر صاحب نے کوئٹہ میں کوئی 43 لوگوں کو لگایا گیا ہے باقی مختلف ڈیپارٹمنٹ ہیں میرا اس میں اعتراض ہے کہ اگر آپ کمیٹی بنائیں کہ اس بات کی تحقیق کریں کہ کوئٹہ میں لوکل لوگ لگے ہیں یا باہر سے بندے لائے گئے ہیں۔ اس بارے میں میں request کرتا ہوں مسٹر اسپیکر! آپ سے کہ

اس بارے میں آپ کوئی کمیٹی بنائیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ جوانہوں نے بتایا کوئٹہ کے ہیں لیکن یہ کوئٹہ کے لوگ نہیں ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و، واسا: جناب اسپیکر! سوال پی ایچ ای کے متعلق کیا گیا ہے میں یہ گارنٹی سے کہہ سکتا ہوں کہ کوئٹہ کے اندر جو بھی پوسٹ ہیں جس میں کوئٹہ کے لوکل کا ہونا لازمی ہیں تو میرے خیال میں کوئی بھی اس طرح کے پروف اگر کسی کے پاس ہے کہ باہر کا کوئی بندہ اگر لگا ہوا ہو تو یقیناً پھر ڈیپارٹمنٹ نے غفلت کی ہیں لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے کمیٹی بناتے ہیں یا جیسے بھی کرتے ہیں اس کے کوئی ثبوت ہونا چاہیے ثبوت لاکر دیں میرے خیال میں جو پی ایچ ای کے جو لوئر پوسٹ۔۔ ہیں اس کے لیے لوکل ہونا لازمی ہیں۔ تو لوکل کے بغیر باہر کا بندہ کوئی لگ بھی نہیں سکتا ہے یہ تو کوئی پالیسی بھی نہیں ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب واسا کے 82 بندے انہوں نے سنجاوی کے لوگ لگے تھے تو کورٹ میں اس کا کیسز چل رہا ہے اس کو آپ کمیٹی میں بھیج دیں ہم دیکھیں گے کہ اس میں کتنی صداقت ہے

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر صاحب! اِس سے پہلے واسا میں یہ تجربہ ہوا تھا۔ کہ وزیر صاحب نے باہر کے لوگوں کو کوئٹہ کی پوسٹوں پر کلاس فور کی پوسٹوں پر لگایا تھا تو ابھی پھر پی ایچ اِی میں بھی یہی تماشہ ہوا۔ اگر آپ کمیٹی بنائیں ڈیپارٹمنٹ نے اسمبلی کو آپ کے good office کو یہاں پر غلط بیانی سے کام لیا ہے تو اُنکو سزا ملنی چاہئے اس بارے میں آپ کمیٹی بنائیں تاکہ ہم لوکل سرٹیفیکیٹ چیک کرسکیں۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: جناب اسپیکر ایک تو واسا ہے۔ ہمارے معزز رکن کے دور میں میرے خیال میں صرف ایک قلعہ سیف اللہ سے چار سو بندے لگ گئے۔ واسا چونکہ ایک پورے صوبے کی ایک اتھارٹی ہے۔ اُس میں جو شرائط ہیں پوسٹنگ کے حوالے سے اُس میں یہ نہیں ہے کہ صرف کوئٹہ کا لوکل ہونا لازمی ہے۔ یہ پورے بلوچستان سے لوگ حصہ لے سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ابھی سوال جو ہے وہ پی ایچ اِی کے متعلق کیا گیا ہے۔ پی ایچ اِی میں اگر کوئی اس طرح کے ثبوت ہیں میرے خیال میں میرے دور میں میری نظر سے نہیں گزرا ہے۔ نہ یہ کوئی پالیسی ہے جہاں بھی کوئی لوئر پوسٹ ہے اُس کے لئے وہیں کا لوکل ہونا لازمی ہے تو اس طرح اگر کوئی غفلت ہوئی ہے تو اسکی نشاندہی کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: تو آپ کمیٹی بنائیں۔ یہ Q-WASA ہے۔ آپ نے یہاں باہر کے لوگوں کو لاکر کے بھرتی کیا ہے آپ کمیٹی بنائیں جناب اسپیکر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگا۔ کمیٹی آپ بنائیں اس میں مشکل کیا ہے اگر وزیر صاحب نے صحیح کام کیا ہے تو اُسکو appreciate کیا جائے گا۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: جناب اسپیکر! ثبوت کے ساتھ لے آئیں۔

وزیر محکمہ زراعت: واسا میں appointments ہوئی ہیں ایک پوری کمیٹی واسا کی بنی ہوئی ہے ایک چیف انجینئر، ایک ڈی جی، ایک ایم ڈی بیٹھتا ہے اگر آپ کو اُس پر شکایت ہے۔ کمیٹی نہیں بن سکتی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ثبوت نہیں، آپ کمیٹی بنائیں وہاں ہم ثبوت لے آئیں گے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سنجاوی کے لوگ بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ واسا میں کوئٹہ کی پوسٹوں پر باہر کے لوگ لگے ہوئے ہیں یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب وہ کیس عدالت میں چل رہا ہے۔

وزیر محکمہ پی ایچ ای و واسا: واسا کا معاملہ subjudice ہے۔۔(مداخلت۔شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی سردار کھیتران صاحب۔ جی۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر محکمہ خوراک و بہبود آبادی): جناب! گزارش یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے گورنمنٹ اس کا کام کرنے کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے، ایک ہوتی ہے اپوزیشن اسکا ایک طریقہ ہے پھر ایک ہاؤس ہے اسکا اپنا ایک طریقہ کار ہے جو قانون میں آئین میں rules of business سب کی حدود مقرر کی گئی ہیں گزارش یہ ہے کہ میں اگر کسی پر کرپشن کا کیس یا allegation لگاتا ہوں تو مجھے august House کے سامنے اس کو وہ property of the House Documents بنانا چاہیے اس کے بعد پھر یہ prerogative ہے اپنا اسپیکر صاحب کا کہ وہ کیا کمیٹی تشکیل دیتا ہے اب ایک گورنمنٹ ہے گورنمنٹ کام کر رہی ہے مختلف اس کے departments ہیں میرا ہے نور محمد صاحب کا ہے سلیم صاحب کا ہے زمرک خان کا ہے اب اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ دو طریقے ہیں اگر تو غیر متعلقہ شخص بھرتی ہوا ہے اس کے لیے آپ کے قانون نے ایک سروس ٹریبونل بنا دیا ہے آپ اس میں چلے جائیں جو بھی متاثر ہوا ہے۔ وہ جائے گا۔ وہ ثبوت کے ساتھ جائے گا یہ تو عدالت کی کارروائی ہے یہاں اگر کسی بھی Department میں غیر متعلقہ، غیر ضلع کا یا کچھ بھی ہوا ہے جس کو شکایت ہے وہ ایک ثبوت کے ساتھ اس augusts House کے سامنے لائے گا آپ کے پاس Property بنائے گا اس کو پھر آپ کے good office کے یہ اختیار ہے کہ اس میں کمیٹی بناتے ہیں آپ اس سے مطمئن ہیں نہیں ہیں، وہ آپ کا office اُس پر فیصلہ کرے گا۔ یہ ہماری حکومت ہم چاہتے ہیں کہ لوگوں کو روزگار ملے مختلف Department میرا food کا department اسی

طریقے سے مختلف department میں بھرتیاں بھی ہو رہی ہے سلسلہ ہو رہا ہے۔ اس میں چند لوگ کورٹ میں گئے جیسے انہوں نے کہا متعلقہ منسٹر نے کہ subjudice ہے گزارش یہ ہے کہ جو اس اگسٹ ہاؤس میں بات کی جائے اس کے کچھ سر پاؤں کچھ وجود ہو، بے وجود بات کی کہ جی فلاں میں یہ ہوا فلاں میں یہ ہوا یہ ایلی گیشن ہے allegation پر ہاؤس نہیں چلتا ہے اگر ان کو کوئی شکایت ہے یہ شکایت متعلقہ منسٹر کو کرینگے جی آپ لکھ کے اس کے آفس سے receive کروائیں کہ فلاں شخص فلاں لوکل آپ نے غلط بھرتی کیا ہے وہ اگر ان کو مطمئن کر سکا اپنے چیمبر میں یا اپنے office میں تو ویل ان گڈ نہیں کر سکا، اس کو لے آئیں ہاؤس میں ہاؤس کا ایک طریقہ کار ہے۔ تو شاید اس حکومت کی کارکردگی یا اس حکومت کی ترقی پسندانہ اقدامات ہیں اس لئے۔ مَیں معزز ساتھی سے گزارش کروں گا پہلے نور محمد صاحب کے پاس جائیں ان کے محکمے میں شکایت ہے۔ میرے محکمہ، سردار بھوتانی کے محکمہ کا ہے اگر نوابزادہ طارق کے محکمے میں ہیں۔ اگر وہ وہاں rectify ہو جاتا ہے تو ویل ان گڈ نہیں ہوتا ہے تو ادھر آ سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اسپیکر صاحب! آپ اپنے good office کو چیک کرلیں بہت ساری کمیٹیاں یہاں بنائی گئی ہیں مختلف حوالوں سے۔ اب بھی ہم کوئی رولز کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ہیں۔ کمیٹیاں بن سکتی ہیں۔ اس لئے کہ اس منسٹر صاحب کا تجربہ بڑا تلخ رہا ہے یہ اس نے اس قسم کے کام کیئے ہیں واسا میں اُنہوں نے غیر لوگوں کو بھرتی کیا کوئٹہ کے پوسٹوں پر۔ اسی لیئے اس کمیٹی میں بھی انہوں نے غیر لوگوں کو بھرتی کیا ہے اس پر کمیٹی بنائیں دو ممبران حکومت کے ہوں دو ممبران اپوزیشن کے ہوں ہم چیک کرلیں گے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوگا۔ کیوں منسٹر صاحب اس سے ڈرتے ہیں؟۔۔۔(مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آپ لوگ تشریف رکھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: اسپیکر صاحب! آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں ہم کہاں جائیں۔ باہر یہ نہ کسی سے ملتے ہیں۔ آپ Custodian ہیں آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہے، تو لا دیں بیشک۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: یہ ثبوت آجائیگا خود بخود آجائیگا۔ آپ کمیٹی بنائیں میری request ہوگی۔ اس میں کیا قباحت ہے۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: اِن کو موقع دے دیں اگلی میٹنگ میں وہ ثبوت کے ساتھ آجائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر ! آپ کمیٹی بنائیں۔ یہاں پر ہم منگوالیں گے سب کو۔اس کا چیف انجینئر کا ہمیں پتہ ہے کہ اس کے بغیر سانس وہ بیچارا نہیں لے سکتا ہے اس نے ان کو تنگ کیا ہے۔اُس کے سر کے اوپر بیٹھا ہوا ہے دن رات۔آپ کمیٹی بنائیں۔آپ ہمارے حقوق کے محافظ ہو۔ہم کہاں جائیں جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگلے اجلاس میں آپ کوئی ثبوت لادیں اُس پر پھر ہاؤس میں کارروائی ہوگی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ کمیٹی بنائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر احمد شاہوانی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 393 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر ! حکومت تو ویسے ہمارے خلاف ہے لیکن آپ کا good office کا اس قسم کا رویہ یہ اچھا نہیں لگ رہا ہے جناب اسپیکر! ہم کہاں جائیں یہ اپوزیشن کی بات نہیں مان رہے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہم آپ کی ہر جائز بات مانیں گے اگر آپ کے پاس کوئی ثبوت ہیں آپ آنے والے اجلاس تک لادیں۔مَیں chair سے محکمے کو لکھوں گا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! آپ کو مَیں گوش گزار کردوں،منسٹر صاحب کا ماضی بڑا وہ رہا ہے اس نے باہر کے لوگوں کو بھرتی کیا ہے۔واسا میں ہم نے ثبوت پیش کیا ہے،وہ subjudice پیش کیا ہے تو اس میں بھی اُنہوں نے ایسا ہی کام کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اسمیں آپ مجھے وہ کردیں Chair جو ہے حکم دے دیگا محکمہ کو جو بھی رپورٹس ہوں گی وہ پھر لادیں گے۔آپ کوئی نہ کوئی ثبوت لادیں۔جی ملک صاحب سوال دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: سوال نمبر۔393۔

393 ملک نصیر احمد شاہوانی: <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020</u>

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ <u>29 مارچ 2021 کو موخر شدہ</u>

گزشتہ 10 سالوں کے دوران تنصیب کردہ ٹیوب ویلز کی کل تعداد کسقدر رہے اوران میں سے کتنے مکمل اور نا مکمل ہیں کتنے فعال اور غیر فعال ہیں ضلعوار تفصیل دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے گزشتہ دس سالوں کے دوران تنصیب کردہ ٹیوب ویلز کی ضلعوار تفصیل آخر پر منسلک ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Question no 393۔ دومڑ صاحب آپ کا سوال ہے۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر! یہ جو لسٹ میرے سامنے پڑی ہوئی ہے دس سال کے اندر بلوچستان بھر میں اُنہوں نے تقریباً ڈھائی ہزار ٹیوب ویل پورے بلوچستان میں لگائے ہیں ایسا ضلع بھی ہے جس طرح مَیں قلعہ عبداللہ کی مثال دے دوں۔ انہوں نے یہاں پر کہا ہے کہ وہاں تقریباً پانچ سو ٹیوب ویل انہوں نے لگائے ہیں۔ مَیں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ قلعہ عبداللہ میں کتنے فیصد یہ ایسے ہیں کہ وہ پینے کا صاف پانی ان ٹیوب ویلوں سے پیتے ہیں۔ وہاں تو ہم اکثر لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کسی ٹیوب ویلوں پر بھرمار ہوتا ہے لوگوں کے گھروں میں نہ کوئی نلکہ، مَیں نے دیکھا ہے اس علاقے میں یہ پانچ سو ٹیوب ویل قلعہ عبداللہ کیلئے بہت زیادہ ہیں، لیکن اگر وہاں مَیں نے کہیں پر اس قسم کا وہ نہیں دیکھا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ پچھلی گورنمنٹ کی بات ہے یا ابھی کی بات ہے دُمڑ صاحب۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: باقاعدہ لسٹ لگی ہوئی ہے۔ تفصیل ان کے ساتھ ہے۔ اگر تفصیل سے مطمئن نہیں ہے تو وہ۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ پچھلی گورنمنٹ کا ہے یا اس سال کا ہے۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: جب سے اُنہوں نے مانگا ہے جس تاریخ سے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! لسٹ کا تعلق پچھلی سے ہو یا موجودہ سے ہو۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت وزیر یہ بیٹھا ہوا ہے، اُس علاقے میں ان کے پانچ سو ٹیوب ویل ہیں اور اس پی ایچ ای کو اربوں روپے فنڈ اب بھی ملا ہوا ہے اگر اُس علاقے میں پانچ سو ٹیوب ویل بھی ہیں اگر اربوں روپے ان کو فنڈ بھی ملتا ہے اگر وہاں پر دس فیصد لوگوں کو پینے کا صاف پانی نہیں ملتا تو میری ایک سفارش ہے اس ایوان سے بھی اور آپ سے بھی پھر اس محکمے کو ختم کیا جائے۔ کیوں اتنی بار ہم اس کے اتنے پیسے رکھ کر اس کے لئے اربوں روپے اور لوگوں کو پانی بھی نہ ملے۔ پانچ سو ٹیوب ویل ہیں ظاہر ہیں پانچ سو ٹیوب ویل کے اوپر اُن کا چوکیدار ہوگا وہاں اُن کا وال مین ہوگا، وہاں پر کوئی کام کرنے والا ہوگا۔ پانچ سو ٹیوب ویل میں تقریباً ڈیڑھ دو ہزار لوگ وہاں پر کام کرتے ہونگے۔ لیکن علاقے کے لوگوں کو اگر پینے کا ایک بوند پانی۔ اس طرح اُنہوں نے لسبیلہ کے

اُنہوں نے 4 سو 70 کے قریب اُنہوں نے ٹیوب ویل کا کہا ہے مَیں تو اکثر دیکھتا ہوں لسبیلہ کے لوگ بھی پانی کے لئے مارے مارے پھرتے ہیں اُن کے ہاتھوں میں بالٹی کبھی کسی کے سر پر مٹکہ ہوتا ہے کتنے فیصد لوگ پانی پیتے ہیں ان ٹیوب ویلوں سے، یہ تو ان کی ذمہ داری ہے وہ پانچ سال پہلے لگائے یا دس سال سے پہلے۔ لوگ اس محکمے میں کام کررہے ہیں آیا وہ functional ہے لوگوں کو پانی مل رہا ہے اگر نہیں مل رہا ہے تو وجہ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی دُمڑ صاحب۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: جناب اسپیکر! یہ اگر واسا کی بات کرتے ہیں۔ واسا بی تو مَیں نے نہیں بنایا ہے یہ واسا تیس سال یا چالیس سال سے چلا آیا ہے۔ اور اُس میں کتنے پوسٹیں ہیں سارے پوسٹیں انہیں کے دور میں ہیں، ماضی میں لگے ہوئے ہیں۔ 2 ہزار ہیں ڈھائی ہزار ہیں بندے لگے ہوئے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کوئٹہ شہر کو کوئی تین حصے کو پانی جو ہیں واسا ابھی بھی سپلائی کررہا ہے۔۔۔(مداخلت)۔ آپ نے کہا چارسو ٹیوب ویل کہاں لگے ہوئے ہیں؟۔ یہ تفصیل تو اُن کے ساتھ ہیں آپ کسی خاص ڈسٹرکٹ کی بات کریں تاکہ ہم اُسی پر ہم جواب دے دیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: چارسو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں قلعہ عبداللہ میں اور اسی طرح لسبیلہ میں۔ یہ تفصیل آپ کے ساتھ بھی پڑی ہوئی ہیں منسٹر ہے آپ کو کیسے پتہ نہیں ہے۔ ابھی قلعہ عبداللہ کیلئے ابھی کمیٹی تشکیل دیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دونوں cross talk نہیں کرسکتے ہیں۔ جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز): جناب اسپیکر! قلعہ عبداللہ کے حوالے سے میں اس پر بات کرونگا۔ یہ جو قلعہ عبداللہ کی پوزیشن ہے، drought آیا تھا پانی کم ہوا۔ ڈیمز خالی ہوگئے ہیں۔ مَیں آپ کو ایک بات بتاؤ کہ ہمارے پاس پینے کا پانی بھی نہیں ہوتا ہے۔ پی ایچ ای کے through ہم نے کام کیا ہے تین تین کلومیٹر سے ہم نے پانی کے پائپ لائنیں بچھا کے ہم پانی لے آتے ہیں پھر وہ ٹیوب ویل سوکھ جاتا ہے پھر ہم لوگ اپنے پی ایس ڈی پی سے دیتے ہیں پی ایچ ای تو نہیں دے رہا ہے پی ایچ ای تو کام کررہا ہے وہ تو ایک ڈیپارٹمنٹ ہے۔ پیسے تو ہماری گورنمنٹ کی طرف سے ہم تو تجاویز دیتے ہیں۔ وہاں پہلے تین ممبرز بیٹھے ہوئے تھے اُسمیں مَیں بھی تھا۔ دو پشتونخوا کے تھے اُس سے پہلے بھی اسی طرح تین ممبرز بیٹھے ہوئے تھے اس دفعہ بھی تین ممبرز بیٹھے ہوئے تھے۔ ہر ایک اپنے صاف پانی کے لئے وہاں اسکیمات دیتے ہیں۔۔۔(مداخلت)۔ دومنٹ سن لیں حاجی صاحب۔ مَیں صرف اس کو clear کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے تقریباً 25 سے 30 کروڑ

روپے پچھلی PSDP میں ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ہم پی ایچ ای کے through کام کرنا چاہتے ہیں اور وہ بہترین کام کررہا ہے۔اُنہوں نے اپنا کام کیا ہوا ہے اُنہوں نے پانی پہنچایا ہے صاف پانی دے رہے ہیں حاجی صاحب وہاں پینے کا صاف پانی نہیں مل رہا ہے پھر ہم دوسرا ٹیوب ویل لگاتے ہیں۔پھر تیسرا لگاتے ہیں پھر چوتھا لگاتے ہیں۔پھر پانچ سو ہیں یا چھ سو تک پہنچتے ہیں ہماری مجبوری ہے پانی میں ہمارے پاس نہری نظام ہے، ہمارے چشمے خشک ہوگئے ہیں۔ہمارے کاریزات خشک ہوگئے ہیں تو ہمیں اس کے ذریعے ہم لوگوں کو پانی دینا چاہیے۔وہ تو مل رہا ہے حاجی صاحب فنڈز مل رہا ہے ٹیوب ویل لگ رہے ہیں پانی لوگوں کو مل رہا ہے اگر نہیں مل رہا ہے تو بتادیں کن لوگوں کو نہیں مل رہا ہے اُن کو بھی لگادیں گے۔پیسے ہم لوگ دیتے ہیں یہ نہیں دیتے ہیں ان کے پاس تو نہیں ہوتا ہے ہم لوگوں کا فنڈ ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہ پانچ سو ٹیوب ویل ان کے پی ایچ ای کے۔آپ کے نہیں۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: حاجی صاحب آپ کو ایک چیز اور بتادوں۔حاجی صاحب یہ پی ایچ ای ان کو سروسز نہیں دے رہے ہیں وہاں کمیونٹیز وہ پہلے جوان کے ٹیوب ویل تھے اُن کے واچ مین ہوتے ہیں،اُن کے والو مین ہوتے ہیں۔لیکن ابھی جو میں نے دس سال سے دیکھے ہیں دس سال سے یہ لوگ کیمونٹی خود پیسے جمع کر کے ٹیوب ویلیں لگا کے ان کو رنگ کر کے دیکھیں۔ہم لوگ خود پیسے جمع کر کے اُن کو چلاتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: یہ ریکارڈ میں لایا ہوں کہ ہم لوگ خود چلا رہے ہیں یا پی ایچ ای چلا رہے ہیں یہ پانچ سو ٹیوب ویل۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: کچھ ٹیوب ویل جو ہیں کمیونٹی والے چلاتے ہیں کچھ گورنمنٹ والے چلاتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: آج بھی سوال کا جواب تو یہی ہے کہ ہم خود چلا رہے ہیں۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: متعلقہ ایم پی اے کہتے ہیں کہ وہاں چل رہے ہیں میں مطمئن ہوں آپ کو پتہ نہیں کہاں سے یہ تکلیف ہے۔جب متعلقہ ایم پی اے مطمئن ہیں اور وہاں پی ایچ ای چلا رہے ہیں خود ہی جب مان رہے ہیں تو آپ اپنی تکلیف بتائیں۔جدھر سے آپ کو شکایت ہے وہ بتائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر یونس عزیز زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 413 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری: سوال نمبر 413۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اِس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے اسمبلی سیکرٹریٹ کو۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر: میر یونس عزیز زہری صاحب آپ اپنا سوال نمبر 413 دریافت فرمائیں۔

میر یونس عزیز زہری: سوال نمبر 413۔

☆**413 میر یونس عزیز زہری:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 29 مارچ 2021 کو موخر شدہ

ضلع خضدار میں جنوری 2013 تا 31 دسمبر 2018 کے دوران تنصیب کردہ بورز کی کل تعداد کسقدر رہے اور یہ مذکورہ ضلع کے کن کن علاقوں میں تنصیب کیے گئے ہیں نیز ان میں سے کتنے فعال اور غیر فعال ہیں تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ:

جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے اسمبلی سیکریٹریٹ کو۔

میر یونس عزیز زہری: جناب اسپیکر یہ 8 ستمبر کا ہے ابھی آٹھ ماہ ہو گئے ہیں پچھلے سیشن میں آپ نے رولنگ دی تھی کہ اگلے سیشن میں اس سوال کو لایا جائے 29 مارچ کو آپ کی رولنگ ہے اس پر پھر بھی انہوں نے جواب نہیں دیا آپ کی رولنگ کے علاوہ بھی انہوں نے جواب نہیں دیا آج پھر کہ جی جواب موصول نہیں ہے 8 ماہ سے اس کا جواب موصول نہیں ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دمڑ صاحب کا مسئلہ ہے اس سوال کے جواب میں۔

وزیر محکمہ واسا: سر یہ سوال میرے ٹیبل پر تو نہیں ہے بہر حال اگر نہیں ہے تو کچھ وجہ تو ضرور ہوگی اگلے اجلاس کے لئے defer کردیں انشاء اللہ اگلے اجلاس میں جواب دیا جائے گا انشاء اللہ۔

میر یونس عزیز زہری: 29 تاریخ کو بھی آپ نے رولنگ دے دی اور منسٹر صاحب نے یہی کہا کہ جی اگلے اجلاس میں، میں اس کا جواب لے کر آؤں گا اور ٹیبل کر دوں گا۔ آج پھر بتا دے گا مجھے تو یہ نہیں ہے منسٹر صاحب پھر بھی اس کو منگوا دے گا۔

جناب نور محمد دمڑ: اگلے اجلاس کے لئے ضرور لے آئیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگلے اجلاس تک جو ہے defer کیا جاتا ہے۔ اگر پھر بھی نہ ہوا تو پھر میرے خیال میں سیکرٹری صاحب کو بلالیں گے وہ خود پھر جواب دے دیں گے یہاں پر۔

میر یونس عزیز زہری: ٹھیک ہے Thank you جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی نصر اللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 350 دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: سوال نمبر 350

☆**350 جناب نصر اللہ خان زیرے:** نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 8 ستمبر 2020

کیا وزیر آبپاشی ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔ 4 فروری اور 29 مارچ 2021 کو موخر شدہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مالی سال 2021-2020 کے بجٹ میں ضلع کوئٹہ میں ڈیمز اور چیک ڈیمز کی تعمیر کیلئے فنڈ/رقم مختص کی گی ہے۔

(ب) اگر جزو الف کا جواب اثبات میں ہے تو کل کسقدر رقم مختص کی گی ہے نیز ان کے نام، علاقہ، تاریخ تکمیل اور لاگت کی ڈیم و چیک ڈیم وار تفصیل بھی دیجائے۔

وزیر آبپاشی:

اس سال صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام یعنی 2021-2020 میں ضلع کوئٹہ کے لئے ایک نیا ڈیم شامل کیا گیا ہے جسکا نام سارا خلا ڈیم ہے اور جس کی لاگت 500 ملین ہے اور تین ڈیمز پر کام جاری ہے جو کہ سال 2019.2020 کے منظور شدہ ہیں تفصیل ذیل ہے۔

1۔ پنجپائی ڈیم کلی سردار اورنگزیب سمالانی۔ ضلع کوئٹہ۔

۲۔ کچ ڈیلے ایکشن ڈیم سرا خلا ایریا ضلع کوئٹہ۔

۳۔ سرہ غڑگی ڈیلے ایکشن ڈیم ضلع کوئٹہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Supplementary Question مسٹر اسپیکر میں نے پوچھا ہے وزیر صاحب سے کہ کوئٹہ میں ڈیمز اور چیک ڈیمز کی تعمیر کے لئے فنڈ کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور علاقہ منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ ایک ڈیم پنجپائی میں ایک ڈیلے ایکشن ڈیم سرہ خولہ اور دوسرا سرہ غوڑگئی میں وزیر موصوف صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا چونکہ کوئٹہ میں پانی کا بہت شدت کا مسئلہ آرہا ہے کمی ہے اور اس کے علاوہ کہ ہم ڈیم بنائیں اور کوئی راستہ ہمارے پاس نہیں ہے تو کیا وزیر صاحب آنے والی پی ایس ڈی پی میں کوئٹہ میں مزید ڈیم رکھنے کا سوچ رہے ہیں یا پی ایس ڈی پی میں رکھ رہے ہیں یا نہیں۔

نوابزادہ طارق خان مگسی (وزیر محکمہ آبپاشی): جناب اسپیکر اس میں ایک مین ڈیم ہے جو اس سال اسکے ٹینڈر رہو رہا ہے، یہ اس کی لاگت ہے تقریباً 500 ملین کی لاگت ہے۔ اس ڈیم کی اس کے علاوہ

already تین ڈیمز پر کام چل رہا ہے اور ہماری کوشش یہ ہے کہ انشاء اللہ comming پی ایس ڈی پی میں کچھ ہم تجویزیں دیں گے، مطلب کہ جتنا ہم کوشش کریں گے کہ ہم include کر سکتے ہیں تو ہم ان کو include کریں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! وزیر صاحب میرے حلقہ انتخاب میں باقی بھی کچھ حلقوں میں ایسے علاقے ہیں کہ ہم وہاں پہ ڈیلے ایکشن ڈیم، چیک ڈیم بنائیں تو اگر ہم آپ کو تجاویز دے دیں تو منسٹر صاحب کیا اس کو پی ایس ڈی پی میں شامل کرائیں گے یا نہیں۔

وزیر محکمہ آبپاشی: یہ جناب اسپیکر جتنے بھی honorable ممبرز ہیں وہ اپنی تجاویز دے دیں وہ ہم انشاء اللہ اپنے ڈیپارٹمنٹل پی ایس ڈی پی کے ذریعے ہم گورنمنٹ کو forward کر دیں گے اور ہماری کوشش ہوگی کہ جتنا بھی ان میں سے منظور ہو سکیں ہم کوشش کر کے منظور کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مگسی صاحب۔ جی ثناء صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر میں محترم وزیر صاحب کے نوٹس میں ایک چھوٹا سا ایشو ہے لانا چاہتا ہوں کہ خاران میں ہمارے پی ایس ڈی پی کے حوالے سے ہے۔ پی ایس ڈی پی نمبر ہے 1195 وہاں جناب والا آٹھ سو ملین کا ایک اریگیشن کا پروجیکٹ منظور ہوا جس میں نام کی تھوڑی سی خرابی کے باعث وہ آج تک جو ہے کیونکہ پی ایس ڈی پی میں جو نام nomenclature تبدیلی کے حوالے سے کوئی 140,150 کے قریب کیسز گئے۔ وہ سارے کیسز کیبنٹ میں Approve ہوئے لیکن بدقسمتی سے جو ہمارا خاران کا کیس تھا اپوزیشن کے اس طرح علاقہ ہے میرے خیال میں وہ ابھی چار ڈیمز اس کے بننے تھے وہ ابھی تک جو ہے وہ سمری دستخط نہیں ہو پا رہی۔ اور جس کی وجہ سے ابھی پی ایس ڈی پی کے سال کا بھی آخر ہے جون کا مہینہ پہنچ رہا ہے نزدیک ہے۔ میں جناب وزیر صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو already پی ایس ڈی پی میں Eight Hundred ملین کا ہمارے خاران میں چار ڈیموں کے حوالے سے جو پروجیکٹ ہے جو پی ایس ڈی پی میں Included ہے صرف آپ سے یہ assurance چاہیے کہ کیا وہ اسی سال میں ٹینڈر ہو جائے کیا اس nomenclature کی تبدیلی ہو جائے گی اگر in-case نہیں ہوتا ہے کیا آپ اس کو assure کریں گے کہ وہ آنے والی پی ایس ڈی پی میں شامل ہو جائے گی مجھے یہ assure جناب وزیر صاحب سے چاہیئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ۔

وزیر محکمہ آبپاشی: جناب اسپیکر یہ بات ابھی honorable ممبر نے میرے ساتھ discuss کی تھی میں نے ان کو یہی کہا تھا کہ میں چیک کر لیتا ہوں کہ یہ جو ہمارے کیبنٹ میں اگر approval کے لئے آیا تھا اور وہاں سے approve ہو گیا ہے تو پھر تو اس میں کوئی further issue نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس کا مطلب nomenclature کا خالی تھا مطلب مسئلہ باقی تو مطلب سائٹ اور وہ ہر چیز exactly وہی ہے اور ammount بھی وہی ہے تو میں انشاء اللہ یہ چیک کر کے اور میں انشاء اللہ تسلی کرادوں گا honorable ممبر کی کہ اس کی اس وقت Status کیا اور ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ہم اسی سال اس پر Implementation کرادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی شکریہ مگسی صاحب۔ زاہد علی ریکی صاحب چونکہ یہاں نہیں ہیں تو میرے خیال سے جواب ان کا ٹیبل ہو چکا ہے۔

یہ Question No 396 disposed off کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **توجہ دلاؤ نوٹسز**

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: Thank you جناب اسپیکر صاحب توجہ دلاؤ نوٹس۔ میں وزیر برائے محکمہ صحت کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کراتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ دنوں میں ممتاز سماجی ورکر نعمت اللہ زہیر کے بھائی سید نصر اللہ آغا کو دل کا دورہ پڑا۔ جس کو علاج کی غرض سے فوری طور پر سول ہسپتال پشین لے جایا گیا۔ لیکن پشین ہسپتال میں کوئی بھی ڈاکٹر یا طبی عملہ موجود نہیں تھا مذکورہ مریض کو کوئٹہ شفٹ کیا گیا لیکن وہ راستے میں ہی دم توڑ گیا اور جاں بحق ہو گیا۔ سول ہسپتال پشین کے ڈاکٹرز اور طبی عملے کی غفلت کی بناء پر اکثر مریض بروقت طبی امداد نہ ملنے کے باعث انتقال کر جاتے ہیں۔ محکمہ صحت نے سول ہسپتال پشین میں طبی عملے کی عدم موجودگی اور دیگر طبی سہولیات کی عدم دستیابی کے حوالے سے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں تفصیل فراہم کی جائے؟۔

جناب اصغر علی خان ترین: ہیلتھ کے حوالے سے چار Questions ہم نے put up کیے ہیں ہم نے ہیلتھ کے حوالے سے جب بھی ہیلتھ کا سوال آتا وہاں سے وہ ہمیں جواب نہیں ملتا ہے یا غیر حاضر ہوتے ہیں تو پھر

سوال کرنے کا فائدہ یہاں نہیں ہوتا جیسے نصراللہ زیرے بھائی نے ایک سوال put up کیا ہے یقیناً اسی طرح ایک تھا اور مریض کو لایا گیا سٹاف بھی وہاں موجود نہیں تھا آکسیجن بھی وہاں موجود نہیں تھی جناب اسپیکر صاحب سوال کرنے کا فائدہ پھر نہیں ہے جبکہ جواب وہاں سے نہیں ملتا ہے

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے اصغر علی صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ یہ نعمت اللہ زہیر آپ جانتے ہیں کہ وہ تمغہ امتیاز ہے، جانی پہچانی شخصیت ہے وہ پشین شہر میں رہتا ہے اس کا بھائی نماز تراویح میں کھڑے تھے کہ اُسکو دل کا دورہ پڑا۔نوجوان تھا ان کو پشین ہسپتال لایا گیا لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ وہاں ان کا علاج نہیں ہوسکا۔وہاں آکسیجن نہیں تھا جناب اسپیکر۔وہاں کوئی چیز میسر نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ کا توجہ دلاؤ نوٹس آ گیا ہے چونکہ وزیر صحت کی طرف سے جواب نہیں موصول ہوا ہے یہ اگلے اجلاس کیلئے defer کیا جاتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں اگر آپ 29 کے لئے رکھیں گے تو آپ مہربانی کریں پھر میں بولوں گا ورنہ میں ابھی بولوں گا 29 کے لئے آپ ہمیں گارنٹی دے دیں کہ منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: 29 تاریخ کے لئے defer کیا جاتا ہے تب ہی یہ جواب دے دیں گے۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: یہ کہہ رہے ہیں اس کو دل کا دورہ پڑا تھا وہ مطلب اچانک اس کو جو ہے یہ پیش ہوا تھا ہارٹ فیل ہونے کہ وجہ سے ان کی Death ہوئی پشین ہسپتال گئے ان کے کہنے کے مطابق کہ وہاں کوئی نہیں تھا نہ کوئی ڈاکٹر تھا نہ کوئی Facility تھی جوان کو وہ علاج دے سکیں۔میں تو یہ کہتا ہوں کہ توجہ دلاؤ نوٹس اگر آپ خود رولنگ دے دیں اس پر تحقیقات ہونی چاہیے اگر حقیقت میں کچھ ہے یا نہیں وہ جواب دیں گے جواب تو یہی ہے میں بھی کہتا ہوں کہ اس کی تحقیقات ہونی چاہیے کہ آیا اس ہسپتال میں ڈاکٹر موجود تھے یا نہیں اگر نہیں تھے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے کہ اس طرح کے مریض آتے ہیں اور مریض کوئٹہ تک پہنچنے سے پہلے دم توڑ جاتے ہیں تو یہ حقیقت میں ہے میں یہ نہیں کہ میں گورنمنٹ میں بیٹھا ہوں منسٹر ہوں کل کو میرے ڈیپارٹمنٹ میں کوئی غفلت کرتا ہے تو اسکے خلاف کارروائی نہیں ہونی چاہیے اگر ہیلتھ میں ہوتا ہے اگر ایجوکیشن میں ہوتا ہے کسی بھی ڈیپارٹمنٹ میں کوئی بھی اگر بندہ جو اپنی ڈیوٹی نہیں کرتا ہے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دیتا ہے ان کی وجہ سے ہیلتھ تو بہت سیریس اور بہت ہی احساس قسم کا محکمہ ہے اس میں ڈاکٹرز اگر غائب ہوتے ہیں تو کوئی بھی معمولی سی

بیماری جو ہے وہ بھی اگر آپ دو تین گھنٹے اسکو سفر کرنے کے لئے کوئٹہ لاتے ہیں تو وہ دم توڑ جاتے ہیں۔ یہ تو بہت serious مسئلہ ہوتا ہے۔ دل کا ہوتا۔ lungs کا ہوتا ہے livers کا ہوتا ہے اور خاص کر اس روزوں میں تو بہت زیادہ ایکسیڈنٹ ہوتے ہیں آج کل آپ دیکھتے ہیں ادھر موٹر سائیکل پر ایکسیڈنٹ ہوا جوان جو ہے شہید ہوگیا ہے مر گیا ہے ادھر گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہوا تو نزدیک ترین جو ہسپتال ہیں ان میں ڈاکٹرز کو ہونا چاہیے انکی ڈیوٹی ہونی چاہیے اس میں تحقیقات ہونی چاہیے اور جو بھی غفلت میں پایا گیا اس کو terminate بھی ہونا چاہیے اس کو suspend بھی ہونا چاہیے یہ تو صحیح ہے اس کی توجہ دلاؤ نوٹس پر آپ کو گورنمنٹ کو ہدایت جاری کریں کہ اس پر تحقیقات کریں۔ اگر حقیقت ہے ہے تو ٹھیک ہے نہیں حقیقت تو ان کو next session میں پھر ان کو جواب دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں یہ اگلے سیشن کے لیے نہیں۔ اس پر محکمہ صحت کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ایوان کو اِن کی ہمیں رپورٹ پیش کریں اور اگر یہ 29 تاریخ تک رپورٹ پیش کریں اور اِس میں اگر محکمہ کی کوتاہی تھی اُن کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank You جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک نصیر شاہوانی صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ مَیں وزیر برائے محکمہ مال کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کراتا ہوں کہ حالیہ دنوں میں عدالت عالیہ بلوچستان نے اِس صوبہ کی بلا پیمودہ اراضیات کی بابت فیصلہ دیتے ہوئے حکومت کو واضح ہدایت جاری کی ہے کہ وہ قانون سازی کرنے کے ساتھ ساتھ پالیسی بھی مرتب کرے تاکہ اگر سرکار کو کہیں بھی بلا پیمودہ اراضیات کی ضرورت ہو تو قانون کے تحت انکو فراہم کی جاسکے۔ اس بابت حکومت کب تک قانون سازی اور پالیسی مرتب/وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل فراہم کی جائے۔

میر سلیم احمد کھوسہ (وزیر محکمہ مال): دو تین دفعہ پہلے بھی Point of Order پر بھی بات کی گئی اور میرے خیال میں توجہ دلاؤ نوٹس بھی آچکا ہے۔ تو اُس کا مَیں نے ایوان میں تفصیلی جواب بھی دیا تھا، مَیں پھر اپنی اُن باتوں کو دوہراتا ہوں جناب اسپیکر صاحب جو کورٹ کی طرف سے جو یہ final decision ہوا ہے جو Order آیا ہے۔ گورنمنٹ اِنشاء اللہ تعالیٰ اُس کو دیکھ رہی ہے لاء ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ ہمارا پورا ڈیپارٹمنٹ اِس میں تقریباً meeting کر رہے ہیں۔ اِس کو دیکھتے ہیں کہ کہاں اور کس طرح، جس طرح بھی ہمیں کورٹ

نے direction دی ہیں اُس کے مطابق اِنشاء اللہ تعالیٰ کوشش کریں گے کہ بلا پیہودہ کے حوالے سے اگر کوئی Act پر اگر کام کرنے کی ضرورت ہے تو Act پر کام کریں گے اور اِسی طرح جو بھی direction کورٹ کی طرف سے ہیں اِنشاء اللہ تعالیٰ اُس کو ہی follow کرتے ہوئے departments اِس وقت بھی meetings کررہے ہیں اور جس طرح یہ final ہوگا تو ایک چیز ہم اِنشاء اللہ تعالیٰ قانون کی شکل میں لے آئیں گے جو بھی ہمیں کورٹ نے اِس کے حوالے سے direction دی ہیں، اِس سے آگے، پیچھے نہیں کیا جائے گا اِنشاء اللہ تعالیٰ۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں یہ ایک انتہائی اہم اور حساس مسئلہ ہے اور اِس میں کافی عرصے سے بلوچستان بھر میں جو قبضہ گری اور۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اِس پر اگر آپ لوگ ایک۔۔۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! اگر اِس پر مَیں تھوڑا سا بول لوں، اُس کے بعد پھر میں بات کروں گا، اِس پر پھر آپ Ruling دے دیں ایک آخر میں ایک کمیٹی کے لیے تا کہ اُس میں ہم مشترکہ طور پر۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے چیئرمین صاحب آپ وہ سُن لیں مَیں پھر آتا ہوں۔

(اِس مرحلے پر اجلاس کی صدارت جناب نصر اللہ خان زیرے، چیئرمین نے کی)

جناب چیئرمین: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! مَیں نے اپنا توجہ دلاؤ نوٹس پڑھا۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے اور گزشتہ دنوں ہماری ہائی کورٹ کے ایک Larger Bench نے اِس بارے میں ایک فیصلہ دیا ہے۔ اور اُس میں واضح ہدایت دی گئی ہے کہ حکومت اِس بارے میں اپنی پالیسی وضع کرے اور قانون سازی کرے۔ جناب چیئرمین صاحب! اصل میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ ہماری حکومتوں کا کام ہے اور ایسی قانون سازی اور پالیسی ساز ادارہ ہماری یہ اسمبلی ہے تا کہ ہم قانون سازی کریں ہم لوگوں کے لئے قانون بنائیں اور اُنکی جو زمینیں ہیں اُن کے حوالے کریں۔ لیکن چونکہ یہاں پر ایک عرصہ سے اِس قسم کا قانون نہیں بنا ہے اور لوگ دھڑا دھڑ جو قبائل کی زمین ہے بلافیمو دہ کبھی کبھار یہ کہا جاتا تھا کہ یہ سرکاری زمین ہے اور کبھی کبھار کورٹ کی طرف سے اگر کسی ایک آدھ بندے کو relief ملتا، لیکن مجموعی طور پر پورے بلوچستان میں یہ ایک پوشیدہ چیز تھا جس کے لیے کوئی واضح پالیسی نہیں اپنائی گئی۔ لیکن حالیہ جو فیصلہ آیا ہے جناب چیئرمین صاحب انگریزوں نے اِس خطہ میں آنے کے بعد پہلی دفعہ 1898ء سے 1908ء تک ایک settlement کی۔ اور اُس کے بعد 1941ء تا 1945ء تک ایک دوسری settlement کی۔ جس میں اُنھوں نے قبائل کو اُنکے مالکانہ حقوق

دیئے۔ اُنکے record بنائے، اُنکی زمینوں کی پیمائش کی۔ لیکن بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد پورے بلوچستان میں 10 % زمین بھی ایسی نہیں جس کی settlement کی گئی ہو۔ باقی تمام زمین رہ گئی ہے اور اُس پر اکثر ایک جھگڑا چلا آرہا ہے کہ خاص کر settlement یا بندوبست کے اپنے قوانین اور مقاصد ہوتے ہیں جناب چیئرمین صاحب۔ اُس کو پورا کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ پہلی دفعہ قیام پاکستان کے بعد جب حکومت بنی تو اُس وقت ایک وزیراعلیٰ جام غلام قادر صاحب جب اپنے علاقے میں گئے خصوصاً بلوچستان کی چار اُس وقت کی ریاستیں ایسی ہیں جہاں پر ایک انچ زمین کی بھی پیمائش اور settlement نہیں ہوسکی۔ جس میں مکران ہے، جس میں خاران ہے، جس میں بیلہ ہے، جس میں قلات ہے، تو یہ مسائل وہاں پر قبائل کو بھی درپیش تھے تو اُنھوں نے باقاعدہ جام صاحب سے اپیل کی اور اُس کے بعد ایک سلسلہ جو ہے وہ شروع ہوا۔ پھر جناب چیئرمین صاحب اُس کے بعد جب 1989ء میں نواب اکبر خان بگٹی اور تاج محمد جمالی کی حکومت آگئی تو خاص کر کوئٹہ میں شاہوانی قبائل، سادات قبائل، بازئی قبائل کی کچھ زمینیں QDA کو بھی allot کردی گئیں اور بہت سارے ایسے لوگوں کو ہزاروں ایکڑ allot کردی گئیں۔ جس پر اِس کے بعد قبائل کے اندر ایک بے چینی سی پائی گئی اور اِنہوں نے بعض علاقوں میں مزاحمت بھی کی اور کہیں جھگڑے بھی شروع ہوئے تو اُس وقت نواب اکبر خان بگٹی نے ایک نوٹیفیکیشن کے تحت 1996ء میں Ordinance کے تحت تمام جو allottees تھے اُن کو اُنھوں نے cancel کردیا۔ پھر یہ تمام allottees کے بعد ہائی کورٹ بھی گئے، سپریم کورٹ بھی گئے اور اُس کے بعد نہ ہائی کورٹ نے اُن کو کوئی زمین دی اور نہ سپریم کورٹ نے۔ بلکہ اُنہوں نے یہ تمام زمین قبائل کے نام پر کردی اُنھوں نے واضح ہدایات جاری کیں کہ جتنے بھی قبائل ہیں اُن کے نام پر کردیا جائے۔ اب جناب چیئرمین صاحب! یہ نہ بلوچستان کے شمال کا مسئلہ ہے نہ بلوچستان کے جنوب کا مسئلہ ہے نہ یہ کسی بلوچ کا مسئلہ ہے نہ کسی پشتون کا مسئلہ ہے، نہ یہ حکومت کا مسئلہ ہے نہ اپوزیشن کا مسئلہ ہے بلکہ پورے بلوچستان کا ایک اہم اور سنگین مسئلہ ہے۔ اگر آج حکومت اِس پر بات سنجیدگی سے غور کرتی ہے کیونکہ مَیں نے سُنا ہے کہ شاید حکومت اِس بارے میں سوچ رہی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کا رُخ کرے جناب چیئرمین صاحب آج جو لوگ اِس وقت حکومت میں ہیں کل وہ اپوزیشن میں ہوں گے، کل اپنے علاقوں میں ہونگے لیکن یہ ایک ایسا فیصلہ ہے کہ ایک عدالت کہتی ہے کہ اِس قانون کے تحت اِن زمینوں کے حقدار یہاں کے قبائل ہیں، یہاں کے زمیندار ہیں۔ اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جب انگریز بھی آیا، اُنھوں نے جن زمینوں کی settlement کی تو اُنہوں نے قبائل کے نام پر کردیں۔ اُنھوں نے حکومت کو ایک انچ زمین بھی نہیں دی۔ ہاں حکومت کو ضرورت پڑتی ہے کسی اسکول بنانے

کے لیے، ہسپتال بنانے کے لیے روڈ کے لیے، گیس کے لیے، کسی اور purpose کے لیے، حکومت بھلے زمین لے سکتی ہے، لیکن اُس کی کوئی قیمت ہوتی ہے، وہ قبائل کو ادا کرے فرض کریں لاہور کے اندر ایک چھوٹا سا DHA ہے یا کراچی میں بنا ہوا ہے ہمارے ہاں بھی ایک چھوٹا سا DHA بنایا جائے لیکن اُس کی زمینوں کی جو قیمت ہے اُس قبائل کو اُس کی قیمت ادا کر دی جائے۔

جناب چیئر مین: ملک صاحب! آپ اگر تجویز دیں تا کہ ہم حکومت سے پوچھ سکیں کہ اُنکی کی کیا رائے ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: اِس کو میں wind up کر دوں گا، صرف دو منٹ بات کر کے، میں appeal کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب حکومت سے بھی کہ یہ مسئلہ صرف میرا نہیں ہے کہ آج مَیں نے اِس کو توجہ دلاؤ نوٹس کے حوالے سے لایا ہے۔ آج حکومت میں بیٹھے ہوئے ہر وزیر میرے خیال میں اِنکی زاتی زمینیں بھی ہیں، اِن کے پہاڑ بھی ہیں اور اِنکی بلا پہمودہ جتنی بھی جائیداد ہے یہ سب کے پڑے ہوئے ہیں اور یہ سب کا مسئلہ ہے تو مَیں یہ کہتا ہوں جناب چیئر مین صاحب کہ ہائی کورٹ کے اِس فیصلہ کی روشنی میں انہوں نے ایک direction بھی دی ہے۔ ایک کمیٹی بنائی جائے بجائے اِس کے ہم دوڑ کے سپریم کورٹ کی طرف جائیں، آج کسی افسر کے کہنے پر یا کسی اُس پر، ہم سب کچھ بنانا چاہتے ہیں لیکن اپنی زمین کے مالک ہم ہیں، فرض کریں مَیں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان چار ریاستوں کی جس طرح کہ مَیں نے بات کی ہے قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں جب شامل ہوئے تو اُن کی sovereignty تو اِس ملک کو مل گئی مقصد اُنہوں نے اپنی sovereignty دے دی لیکن اُنہوں نے اپنی جائیداد، اپنی زمینوں کو اِس ملک کے حوالے نہیں کیا۔ وہ آج تمام ہی نا صرف اُن علاقوں کی بلکہ یہاں پر کوئٹہ میں بھی ہے۔ آپ کے پشین میں، قلعہ سیف اللہ جتنے بھی بلوچستان کے دیگر اضلاع ہیں میں یہ تمام مسائل پائے جاتے ہیں تو میری گزارش ہے ہماری revenue منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ خاص کر میں زمرک خان اچکزئی سے گزارش کرتا ہوں کہ ہماری زمینداروں کے زراعت سے تعلق رکھنے والے ایک وزیر ہیں اور وہ بہت کہنہ مشق آدمی ہیں۔ تو اِس کے لئے تین رکنی کمیٹی اپوزیشن سے لے لیں تین حکومت سے لے لیں اِس پر غور کریں بجائے اِسکا کہ ہم سپریم کورٹ میں جائیں کل اگر اِس کی واپسی نہیں ہوتی ہے تو جناب اسپیکر صاحب! اِس کا جتنا بھی نقصان ہے وہ سب کو پہنچے گا لیکن موجود حکومت سب سے زیادہ اِس کی ذمہ دار ہوگی۔

جناب چیئر مین: Thank you ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: میری آپ سے گزارش ہوگی کہ آپ اِس پر ruling دیں اور ایک کمیٹی بنائیں۔

جناب چیئر مین: thank you ملک صاحب۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ مال: توجہ دلاؤ نوٹس پر میرے خیال میں اتنا بحث تو ہونا نہیں چاہیے ملک صاحب ہمارے محترم ہیں اور یہ ایک اِنتہاہی اہم نویت کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے اِس کو اگر دیکھا جائے۔ جناب والا! اِنہوں نے جو پوچھا میں نے اُنکو بتادیا کہ کورٹ نے جو بھی حکم دیا ہے اُسی direction کے مطابق ہماری ڈیپارٹمنٹ law کے ساتھ بیٹھ کر meetings کر رہی ہے ہم دیکھ رہے ہیں جہاں بھی ضرورت پڑی قانون سازی کی اگر کورٹ نے ہمیں ہدایت کی ہے تو اُس پر ہم جائیں گے جو بھی کورٹ نے حکم دیا اُسی کے مطابق ہی اِنشاءاللہ وتعالیٰ دیکھا جائیگا۔ باقی جس طرح ملک صاحب نے کہا کہ شاید حکومت سپریم کورٹ میں جارہی ہے۔ سپریم کورٹ میں ابھی تک حکومت نہیں گئی ہے لیکن جاسکتی ہے وہ حق رکھتی ہے چونکہ ہم سارے قبائلی لوگ ہیں اور تقریباً جتنے بھی ایوان میں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں زمیندار ہیں۔ اور زمینداروں کے اِنہی معاملات کو بخوبی سمجھتے بھی ہیں جانتے بھی ہیں اور ہماری بھی خواہش ہے لوگوں کے ساتھ جو ہے وہ زیادتی نہ ہو خاص طور پر زمینوں کے معاملات میں تو میں اپنے محترم دوست کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ کورٹ کی طرف سے جو بھی direction دیئے گئے ہیں اِنشاءاللہ تعالیٰ department اُسی کے مطابق ہی کام کرے گی۔

جناب چیئرمین: جی زمرک اچکزئی صاحب۔

وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز: میں بھی پچھلی سے پچھلی گورنمنٹ میں revenue کے ساتھ منسلک رہا کچھ عرصہ حقیقت میں یہ زمینوں کا مسئلہ جو ہے بلوچستان میں بہت پیچیدہ ہے پلا پھمودہ زمینیں ہیں شاملات ہیں اُس کے مطابق ایک قانون سازی ہوئی ہے اگر کچھ اور بہتر ہوسکتا ہے جس طرح ابھی حاجی صاحب نے کہا کہ کچھ فیصلے آئے ہوئے ہیں کورٹ کی طرف سے، یہ بات صحیح ہے کورٹ تو اپنے فیصلے دے رہی ہے لیکن کورٹ پھر زیادہ ہمیں، گورنمنٹ کو کہتی ہے کہ آپ اپنی policy بنالو اپنی قانون سازی کرو۔ جس حوالے سے اگر حاجی صاحب ایک کمیٹی تشکیل دیتے ہیں تو کمیٹی بنالیں ہم اِس system کو دیکھ لیں گے، بیٹھیں گے کہ ہم بہتر سے بہتر قانون سازی کرسکتے ہیں اِس حوالے سے کیونکہ ہمارے لوگوں کیلئے تو بہت مشکلات ہیں اِس میں اور اُس مشکلات کو ہم ہی حل کرسکتے ہیں۔ کورٹ میں تو اُس وقت جانا چاہیے کہ ایک چیز جو ہے وہ deadline پر آجائیں رک جائے ہم آگے نہیں جاسکتے ہیں مسئلے ہم حل نہیں کرسکتے تو لوگ پھر کورٹ کا رُخ کردیتے ہیں۔ اگر ہم خود حل کرسکتے ہیں اپوزیشن سے بھی دو تین ممبرز ہوں اور ہم لوگ ایک دو تین ممبرز بیٹھ جائیں اور اِس پر اگر غور و فکر کریں اور وہ فیصلہ سامنے رکھ لیں جو عدالت کا فیصلہ ہو بہتری کی طرف جاسکتے ہیں تو بہتر فیصلہ اُس پر ہم کرسکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Thank you۔ایسا ہے کہ ملک صاحب! ایک تو اسٹینڈنگ کمیٹی ہے revenue کی اگر ۔۔۔(مداخلت)۔اچھا!

ملک نصیر احمد شاہوانی: اسپیشل کمیٹی بنائی جائے۔اصغر کو لے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں ملک! ایسا ہے کہ اسپیشل کمیٹی کیلئے ایک تحریک لانی پڑتی ہے۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: نہیں ایوان میرے خیال میں سب۔

جناب چیئرمین: نہیں ۔ یہ ہوگا کہ اگر revenue کی اسٹینڈنگ کمیٹی ہو اُس میں ایک دو ممبران تین ممبران چار ممبران اپوزیشن اور حکومت سے مزید دو تین ممبرز لئے جائیں وہ اِس پر کام کریں۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ٹھیک ہے۔

وزیر محکمہ مال: جناب چیئرمین صاحب! اِس طرح ہمارے معزز رکن تجویز یہ دے رہے ہیں کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اگر کمیٹی آپ لوگوں نے گورنمنٹ سے بات کرنی ہے تو اُس کیلئے بیٹھک بنالیں C.M صاحب کے پاس جانا چاہتے ہیں بات کرنا چاہتے ہیں تو اُس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی اِس حوالے سے اگر کوئی کمیٹی بنتی ہے تو بہتر وہی ہے جو آپ نے ابھی کہا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین: ایسا ہے کہ چونکہ یہ معاملہ بڑا احساس مسئلہ ہے اِس حوالے سے اِس ایوان میں تین قراردادیں پاس کی ہیں ماضی میں میری خود اِس میں قرارداد تھی، عبدالرحیم خان مندوخیل مرحوم کی قرارداد تھی اُس سے پہلے عبدالرحیم بازئی صاحب کی قرارداد تھی۔تو یہ اِس بلا پھمو دہ زمین کے حوالے سے کہ یہ قبائل کی ملکیت ہے اور ہمارا ابھی یہی دعویٰ ہے کہ یہ قبائل کی ملکیت ہے یہ زمینیں۔اب جبکہ معزز عدالت عالیہ نے فیصلہ بھی کیا ہے کہ زمین قبائل کی ملکیت ہے اور اِس حوالے سے حکومت کو ہدایات بھی جاری کی ہیں کہ آپ مناسب قانون سازی کریں۔تو یقیناً یہ جو توجہ دلاؤ نوٹس ہے یا یہ جو matter ہے یہ revenue کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اِس کے ساتھ اس میں اپوزیشن کے اور حکومت کے تین تین مزید ممبران اِس میں 6 اور ممبران ۔۔۔(مداخلت)۔ہاں! دو، دو ممبران اپوزیشن، اور میں خود اِس میں دلچسپی، میری چونکہ قرارداد بھی اِس میں پاس ہوئی ہے مَیں بھی اِس کمیٹی میں ہوں گا اور آپ بھی ہونگے۔تو یہ matter سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے۔ملک نصیر احمد صاحب چونکہ محرک ہیں وہ اِس کمیٹی میں ہیں، اور اِنجینئر زمرک صاحب! اگر کمیٹی میں ہیں revenue کے؟۔یا نہیں ہے آپ؟۔زمرک صاحب۔

جناب خلیل جارج: جناب اسپیکر! minority کی بھی بڑی زمینوں کی problems ہیں ہمارے جو Church ہیں۔ اُس میں لہٰذا ہمیں بھی شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ کھوسہ صاحب ex officio member ہیں وہ بہ لحاظِ عہدہ اُس میں آسکتے ہیں ٹھیک ہے۔ مَیں چونکہ اِس قرارداد میں محرک رہا ہوں، اصغر ترین صاحب اور میں خود اِس کمیٹی میں ہوں گے۔

جناب چیئرمین سیکرٹری اسمبلی ! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): نوابزادہ گہرام بگٹی صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟۔رخصت منظور ہوئی۔۔۔(مداخلت)۔

وزیر برائے محکمہ مال: جناب اسپیکر! اگر اپوزیشن کی طرف سے دو رکن ہیں تو حکومت کی طرف سے بھی دو رکھے جائیں۔

جناب چیئرمین: نہیں۔زمرک صاحب ہیں ٹھیک ہے مبین خلجی صاحب بھی ہیں، یہ ہیں باقی تین اپوزیشن کے۔۔۔(مداخلت)۔بیٹھ جائیں۔ٹھیک ہے آپ بیٹھ جائیں۔آپ اپنی seat پر جائیں وہاں سے بات کریں یہاں سے نہیں کر سکتے ہو۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کے بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔جی سلیم صاحب۔

وزیر برائے محکمہ مال: جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش ہے کہ اس میں برابر رکھیں اگر اپوزیشن سے تین لیتے ہیں تو حکومت سے بھی تین لینے ہیں۔

جناب چیئرمین: No problem آپ نام دے دیں۔جی حاجی محمد خان لہڑی صاحب آپ بھی ممبر ہیں تین اِس طرف ہوگئے تین اُس طرف ہوگئے۔۔۔(مداخلت)۔جی آگے جائیں سیکرٹری صاحب۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد اکبر مینگل صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب احمد نواز بلوچ صاحب نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور

کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب چیئرمین: آیا درخواست منظور کی جائے؟ درخواست منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مُکھی شام لال صاحب نے کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی اسپیکر نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر ربابہ خان بلیدی صاحبہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زبیدہ بی بی صاحبہ نے ناسازیِ طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ زینت شاہوانی صاحبہ نے نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: رخصت کی درخواستیں ختم۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجالس قائمہ کی رپورٹس کا پیش و منظور کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: نمبر 1۔ مجلس قائمہ برمحکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکیشن، بورڈ آف ریونیو اور ٹرانسپورٹ کی رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔ جی یونس عزیز زہری صاحب پیش کریں۔

میر یونس عزیز زہری: میں یونس عزیز زہری چیئرمین مجلس قائمہ برائے مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکیشن، بورڈ آف ریونیو اور ٹرانسپورٹ کی جانب سے، قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ

26 اپریل 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 26 اپریل 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جائے؟۔ ہاں یا ناں میں جواب دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو ایوان میں پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 26 اپریل 2021ء تک توسیع دینے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ بر محکمہ مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونیو اور ٹرانسپورٹ ، بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

میر یونس عزیز زہری: میں یونس عزیز زہری چیئرمین مجلس قائمہ برائے مالیات، ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن، بورڈ آف ریونیو اور ٹرانسپورٹ کی جانب سے رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ بر بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ ، بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر عمر خان جمالی (وزیر محکمہ ٹرانسپورٹ): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ میں عمر خان جمالی وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021 ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟ ہاں یا ناں میں جواب دیں آپ لوگ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021

(مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ ٹرانسپورٹ: میں عمر خان جمالی وزیر برائے محکمہ ٹرانسپورٹ تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان موٹر وہیکلز کا (ترمیمی) مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 06 مصدرہ 2021) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! جو توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق آپ نے جو سوال پیش کیا تھا اُس پر محکمے کا جواب آ گیا ہے۔ اُس کو relieving order بھی دے دیے گئے۔ آپ کے پاس کاپی بھجوادی گئی ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنا بڑا واقعہ ہو جاتا ہے اور یہ محکمہ صحت کا ایک صفحے کا جواب ہے اس میں بھی CMO صاحب کو فارغ کیا گیا ہے بس یہ رپورٹ ہے۔ اس پر ہم کیا بولیں جناب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ہاں تو محکمہ اتنا ہی کر سکتا ہے ناں فی الفور۔

نصر اللہ خان زیرے: نہیں محکمہ اتنا نہیں محکمہ بہت کچھ کر سکتا ہے۔ جب 29 کو ہم اس پر بولیں گے پھر انشاء اللہ بات ہو گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بس یہ اب 29 کو نہیں ہو گا۔ ابھی اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر! یہ تو افسوسناک بات ہے کہ ایک بندے کی جان گئی ہے پورا ہسپتال بند ہے وہاں پر کوئی سہولت نہیں ہے پشین میں، وہاں پر سرجن نہیں ہوتے ہیں، وہاں نشے والا ڈاکٹر نہیں ہوتا ہے، اُن کا کتنا بجٹ ہے پورے صوبے کی حالت ہے یہ محکمے نے بھیج دیا تو بس کام تمام ہو گیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ابھی آپ تشریف رکھیں۔ کارروائی کی طرف آتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی جناب اسپیکر 29 کو پھر آپ اس کو لائیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کان کنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کان کنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

محترمہ ماہ جبین شیران (پارلیمانی سیکرٹری): میں ماہ جبین شیران پارلیمانی سیکرٹری، چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کان کنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر محمد خان لہڑی (صوبائی وزیر): میں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ محنت اافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو بلوچستان کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت و افرادی قو ت بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کرے۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی: میں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 ء (مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان کم سے کم اجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر 09 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟۔آپ لوگوں کی آوازیں نہیں آرہی ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔بلوچستان کم سے کم اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر 9 مسودہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت،محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام(خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت،محکمہ کان کنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021(مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری: مَیں ماہ جبین شیران، پارلیمانی سیکرٹری، چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت،محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام(خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام(خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت: میں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام(خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء(مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیرغور لایا جاتا ہے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت: میں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان جبری وگروی مشقت کا نظام (خاتمہ) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 10 مصدرہ 2021ء) کومجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ، بر بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ، بر بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور: مَیں ماہ جبین شیران، پارلیمانی سیکرٹری، چیئر مین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان بچوں کی ملازمت

(ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی: میں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محنت و افرادی قوت تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، . بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی: مَیں محمد خان لہڑی وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان بچوں کی ملازمت (ممانعت اور ضابطہ کاری) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 11 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت کی رپورٹ بر بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون**

نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری: مَیں ماہ جبین شیران، پارلیمانی سیکرٹری، چیئرمین مجلس قائمہ برمحکمہ صنعت وحرفت، محکمہ کانکنی ومعدنی ترقی اور محکمہ محنت وافرادی قوت، کی رپورٹ بر بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی: مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں ۔کہ بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔آیا بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت! بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر محکمہ محنت وافرادی مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں ،کہ بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیا بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک منظور ہوئی ۔بلوچستان ادائیگی اُجرت کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 12 مصدرہ 2021ء) کو مجلس کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

حاجی محمد خان لہڑی: جناب اسپیکر صاحب! ویسے اگر مَیں اِس پر تھوڑی بات کروں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بار پیش ہو جائے پھر آپ بات کریں۔ **بلوچستان دکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) کا پیش/منظور کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان دکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی: جناب اسپیکر صاحب! میری تو یہ ایک رائے ہے کہ آپ اس کو اسٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ایک بار آپ پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی: جناب اسپیکر! مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت کی جانب سے بلوچستان دکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آپ نے ایک دفعہ یہاں تحریک بھجوائی ہے منظور کے لیے۔ ابھی آپ لوگ کمیٹی میں بھجوانا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد خان لہڑی: کیونکہ یہ ابھی تک کمیٹی کو refer نہیں ہوا ہے، کچھ اس کے خدوخال ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو پھر آپ لوگ یہ واپس اٹھالیں پھر کمیٹی بجھوادیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر اگر اس کو کمیٹی کو بھیج دیں اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان دکانوں اور اسٹیبلشمنٹ کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 13 مصدرہ 2021ء) پیش ہوا۔ لہٰذا اِس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: **بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائیڈ (اسٹینڈنگ آرڈرز) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2021ء) کا پیش/منظور کیا جانا۔**

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محنت وافرادی قوت، بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلائیڈ (اسٹینڈنگ آرڈرز) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2021ء) کا پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی: مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محنت وافرادی قوت، کی جانب سے بلوچستان انڈسٹریل

اینڈ کمرشل ایمپلا ئیٹڈ (اسٹینڈ نگ آرڈرز) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2021) کو ایوان میں پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! اس کو بھی اسٹینڈ نگ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان انڈسٹریل اینڈ کمرشل ایمپلا ئیٹڈ (اسٹینڈ نگ آرڈرز) کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 14 مصدرہ 2021) کا پیش ہوا۔ لہٰذا اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021) کا پیش / منظور کیا جانا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) میں پیش کریں۔

حاجی محمد خان لہڑی: مَیں محمد خان لہڑی، وزیر برائے محکمہ محنت وافرادی قوت، کی جانب سے بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021) کا پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان فیکٹریوں سے متعلق کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 15 مصدرہ 2021ء) کا پیش ہوا۔ لہٰذا اس کو بھی متعلقہ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان مغربی پاکستان ویکسینیشن آرڈ نینس 1958ء میں مزید ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021ء (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) کا پیش کیا جانا

محترمہ ماہ جبین شیران (پارلیمانی سیکرٹری): مَیں ماہ جبین شیران، پالیمانی سیکرٹری، وزیر برائے محکمہ صحت بلوچستان مغربی پاکستان ویکسینیشن آرڈ نینس 1958ء میں مزید ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021ء) ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلوچستان مغربی پاکستان ویکسینیشن آرڈ نینس 1958ء میں مزید ترمیم کا مسودہ قانون مصدرہ 2021 (مسودہ قانون نمبر 16 مصدرہ 2021) ایوان میں پیش ہوا۔ لہٰذا اس متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔

(مورخہ 23 اپریل 2021ء کی اسمبلی نشست میں باضابطہ شدہ تحریک التوا نمبر 2 پر بحیثیت مجموعی عام بحث)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب زیرے صاحب! آپ تحریک التوا نمبر 2 بحث کا آغاز کریں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: thank you جناب اسپیکر صاحب! یقیناً آج جو تحریک التوا میں نے پیش کی تھی 21 اپریل 2021ء کو کوئٹہ کے سرینا ہوٹل میں ایک خوفناک بم دھماکہ یا suicide-attack ہوتا ہے۔ جس میں معصوم اور بیگناہ وہاں لوگ کے جس میں ایمل کاسی جو پی ایچ ڈی اسکالر تھا اور عید کے بعد اسکی

شادی بھی ہونے والی تھی۔ اِسی طرح نصیب اللہ نورزئی، اسداللہ خروٹی، شاہ زیب اور ایک سپاہی تنولی۔ یہ پانچ اس میں شہید اور کم وبیش درجن بھر کے اس میں زخمی ہو گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ دیکھ لیں گزشتہ چھ ماہ میں اس صوبے میں واقعات ہوئے ہیں ضلع کیچ میں گولیوں سے نومبر میں کوئی 5 جلی ہوئی لاشیں برآمد ہوتی ہیں 26 دسمبر کو ضلع پنجگور میں دھما کا ہوتا ہے جس میں 2 افراد شہید ہوتے ہیں 27 دسمبر کو ہرنائی میں چیک پوسٹ پر حملہ ہوتا ہے جس میں سات نوجوان شہید ہوتے ہیں۔ اور پھر فروری میں ڈی سی آفس کے سامنے بم دھما کہ ہوتا ہے جس میں پانچ افراد شہید اور اسی طرح مچھ کا سانحہ جس میں دس افراد وہاں ہماری ہزارہ کمیونٹی کے شہید ہوتے ہیں پھر ان کا دھرنا ہوتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اگر آپ ملک کے طول وعرض میں دیکھیں ان دہشتگردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اگر ہم ذرا پیچھے جا کر کے دیکھیں کہ یہ ہمارا ملک ان دہشت گردوں کے حوالے کس طرح کیا گیا ان انتہاء پسندوں کے حوالے کس طرح کیا گیا؟ ان رُجعتی عناصر کے حوالے ہمارے اس ملک کو کس طرح حوالے کیا گیا۔ جناب اسپیکر! یہ ایک لمبی تاریخ ہے۔ جب افغانستان میں اندرونی ایک انقلاب آتا ہے جناب اسپیکر اس انقلاب کے خلاف دنیا جہاں کی قوتیں، استعماری قوتیں، ایمپریلسٹ قوتیں انتہا پسند قوتیں اور رجعتی قوتوں کا ایک مقدس اتحاد بنتا ہے۔ اور اس کے لیے ہماری اس سرزمین کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر! آپ کو اچھی طرح یاد ہوگا جب جنرل ضیاء کی فوجی آمریت کا دور تھا تو ان تنظیموں کی خوب آبیاری کی گئی۔ ان دہشتگرد تنظیموں کو یا ان کی ٹریننگ کی گئی یا ان کو پالا گیا۔ ان کی تربیت کی گئی۔ ان کے مراکز قائم کیے گئے۔ اور اس طرح آزاد جمہوری افغانستان میں مسلح مداخلت اور جارحیت کی پالیسی کو دوام دیا گیا اور اس طرح یہاں ہمارے ملک ہمارا خطہ حوالے کیا گیا۔ انتہا پسندوں کی۔ جناب اسپیکر! اور آپ کو پتہ ہے ہم جیسے لوگ پشتونخوا ملی عوامی پارٹی اُس کے چیئرمین جناب محمود خان اچکزئی اور ہمارے دیگر اکابرین نے اس وقت کہا کہ آپ اس آگ کے شعلوں کو نہ بڑھاؤ اور آپ ان دہشتگردوں کی ٹریننگ مت کرواؤ۔ آپ افغانستان کو قبضہ کرنے کی خواہش ختم کر دو۔ یہ جو آپ کی پالیسی ہے، یہ ملک کے لیے تباہ کن ہوگی۔ یہ ملک کو ایسے ڈگر پر لے جائے گا جو اس کو پھر واپس ہمیں اس جگہ تک پہنچنے کے لئے بڑی مدت درکار ہوگی۔ جناب اسپیکر! اس کے بعد جنرل پرویز مشرف کا دور آیا اور یہ پالیسیاں اسی طرح جاری رہیں اور آپ نے دیکھا کہ اس پالیسی کے سبب فاٹا ماضی کا جسے وسطی پشتونخوا کہا جاتا ہے جنہیں زبردستی خیبر پختونخوا میں ضم کیا گیا۔ اس فاٹا اس وسطی پشتونخوا کو اِن دہشتگردوں کا گڑھ بنایا گیا۔ اور پھر آپ نے دیکھا جناب اسپیکر! اس فاٹا وسطی پشتونخوا سے ہزاروں نہیں لاکھوں لوگوں کو بے گھر کیا گیا۔ لاکھوں قبائلی عوام وہاں کے غیرتی عوام جس نے کشمیر آزاد کیا تھا، جس نے انگریز کے

خلاف لڑائیاں لڑی تھیں جس نے اس ملک کی آزادی کیلئے ایک اہم کردار ادا کیا تھا اس فاٹا کے غیور عوام کو اس کے قبائل کو وہ وزیر قبائل ہو چاہے مسعود قبائل ہو، چاہے دوتانی قبائل ہو، چاہے سلیمان خیل ہو، چاہے اورکزئی ایجنسی کے عوام ہو، چاہے خیبر ہو، چاہے مہمند ایجنسی ہو ان کے کم وبیش لاکھوں عوام وہ مائیگریٹ کر گئے وہ اپنے ملک میں ہی آئی ڈی پیز بنے۔ جناب اسپیکر! آپ کو یاد ہے کہ سوات سے کم وبیش تیس لاکھ لوگ مائیگریشن کر گئے انہوں نے سوات جیسے جنت نظیر وطن کو انہوں نے چھوڑا اور وہاں کس کی حکومت قائم ہو گئی۔ جناب اسپیکر! کہا جا رہا ہے کہ ہم نے ٹیررازم کے خلاف قربانی دی، کوئی کہہ رہا ہے ستر ہزار کوئی نوے ہزار، میں دعوے سے کہوں گا کہ ان ستر نوے ہزار میں 90% پشتون عوام کا قتل عام ہوا۔ ہزاروں پشتون عوام فاٹا کے بالخصوص پھر تمام ملک میں وہ ہمارے لوگوں نے قربانیاں دیں، لاکھوں لوگ بے گھر ہو گئے، اربوں روپے کے ان کے نقصانات ہوئے مارکیٹیں ختم ہو گئیں، وانا کا بازار میر علی کا بازار وہ ملیامیٹ کر دیا گیا اس کو زمین بوس کر دیا گیا جناب اسپیکر! پھر اسی طرح خیبر پشتونخوا میں پشاور میں صوابی میں چارسدہ میں مردان میں سوات میں پھر یہاں آ کر کے ہمارے اس صوبے میں کوئٹہ میں کتنے بڑے واقعات ہوئے ہیں کتنے بڑے بڑے سانحات ہوئے ہیں۔ سوسو لاشیں دس دس دن تک پڑی رہیں اور مختلف واقعات ہوئے جس میں ہزاروں لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ جناب اسپیکر! یہ تمام وہ پالیسی تھی اس ریاست کی جس نے اس ملک کو انتہا پسندی کی صف میں لا کے کھڑا کیا جس نے اس ملک کو دہشتگردی کی صف میں لا کے کھڑا کیا، آج یہ ملک دنیا میں یک تنہا ہے، خارجی طور پر ملک یک وتنہا ہے داخلی طور پر ملک معاشی طور پر بدحال ہے، سماجی طور پر بدحال ہے سیاسی طور پر بدحال ہے۔ یہاں کی حکومتیں نام کی ہیں آج کا وزیراعظم جو سوائے اس کے کہ وہ صرف ایک جنرل منیجر کی حیثیت رکھتا ہے باقی ان کے پاس کوئی پاورز نہیں ہیں پاورز کسی اور جگہ ہے۔ یہاں اس صوبے میں بظاہر تو چیف ایگزیکٹیو بیٹھا ہوتا ہے لیکن پاور کسی اور کے پاس ہے۔ جناب اسپیکر! میں نے یہ تمام صورتحال بیان کی، کوئی چالیس سال کی یہ ہسٹری ہے لیکن مجھ سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج بھی ہمارے حکمرانوں کا عقل سلیم صحیح جگہ پر نہیں آئی ہے۔ آج بھی وہ اس بات میں ہے وہ good دہشتگرد اور bad دہشتگرد کی پالیسی پر گامزن ہے۔ جو اس کے فائدے میں ہیں اس کو پال رہے ہیں جو ان کے خلاف ہیں ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس طرح یہ ملک نہیں چل سکتا۔ ہمارے اکابرین نے خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید جو اس خطے کا پہلا شخص ہے جس نے سیاست کا آغاز کیا جس نے سیاسی پارٹی بنائی، جس نے پریس لگایا پہلا اخبار خان عبدالصمد خان اچکزئی نے یہاں سے نکالا، وہ پہلے صحافی تھے وہ پہلے سیاستدان تھے وہ ایک عالم دین تھے ان کا انہوں نے کہا تھا کہ آپ اس

ملک کو جمہوریت کے ڈگر پر چلائیں، آپ عوام کی رائے پر بھروسہ کریں، آپ پارلیمنٹ کی بالادستی کو تسلیم کریں، آپ آئین وقانون کی حکمرانی کو تسلیم کریں، آپ یہاں بسنے والے اقوام کے حقوق کو آپ تسلیم کریں، یہاں پشتون وطن تقسیم ہے یہاں چار حصوں میں ہماری سرزمین تقسیم ہے، ہمارا کوئی قومی وحدت جس کا نام پشتونستان ہو، جس کا نام افغانیہ ہو، یا جس کا نام پشتونخوا ہو، جو متحدہ پشتون وطن ہے وہ آج بھی منقسم ہے جناب اسپیکر ہمارے اکابرین کا یہ تھا کہ آپ صحیح پارلیمنٹ میں آئیں۔ آپ پارلیمانی ڈیموکریسی کو مان لیں، آپ عوام کے حق رائے دہی کو تسلیم کریں لیکن یہ نہیں ہوا آج وہی ہمارے اکابرین کی باتیں آج اگر ان پر عمل ہوتا اگر آج خان عبدالصمد خان اچکزئی شہید کے فرمودات پر عمل ہوتا اگر آج محمود خان اچکزئی کی باتوں پر عمل ہوتا تو آج ہم یہ دن نہ دیکھتے، آج ایمل کاسی شہید کا جو سرینا ہوٹل میں شہید ہوا وہاں اسداللہ خروٹی شہید ہوا، شاہ زیب شہید ہوا، نصیب اللہ نورزئی شہید ہوا، ہمارے ایک سپاہی وہ شہید ہوا، جو ہمارے دیگر لوگ سیکوریٹی فورسز کے لوگ ایف سی کے لوگ بھی شہید ہوتے ہیں، وہ آج شہید نہ ہوتے، آج یہ ہزارہ کمیونٹی کے لوگ شہید نہ ہوتے آج یہ سب کچھ نہ ہوتا آج بربادی نہیں ہوتی جناب اسپیکر، لیکن یہ سب کچھ ہورہا ہے اور ہم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر دیکھ رہے ہیں۔ جناب اسپیکر اس کا وہ جو اسٹریٹ کرائمز ہیں وہ تو آپ کے سامنے ہیں کہ کتنا اسٹریٹ کرائمز ہو رہا ہے یہ جو کل واقعہ صحافی کا ہوا ہے۔ جو ہمارے دوست یہ رئیسانی جو صحافی تھا جو نوجوان تھا، ان کی شہادت جو ہوئی، ابھی جو مختلف واقعات ہوتے ہیں۔ کوئٹہ شہر میں ہوا، اللہ داد ترین کو پشین میں شہید کیا گیا، ایس پی امان اللہ کو شہید کیا گیا۔ حیات بلوچ کو شہید کیا گیا، نوشکی میں سمیع مینگل کو شہید کیا گیا، یہ تمام شہادتیں جناب اسپیکر! یہ اس بات کی عکاسی ہے کہ ہم نے اپنی پالیسی صحیح نہیں بنائی ہے آج آپ دیکھ رہے ہیں جناب اسپیکر! اس صوبے میں وہ لوگ جو جرائم پیشہ ہیں جو مختلف جرائم میں انوالو ہیں جو لینڈ مافیا ہیں ان کو کھلی چھوٹ حاصل ہے وہ جو کچھ کرتے ہیں وہ کرنے کیلئے آزاد ہیں آپ نے دیکھا نواں کلی میں صحبت کاکڑ کا واقعہ ہوا۔ باقی جو واقعات ہوتے ہیں ابھی چمن میں واقعہ ہوا جس میں نعیم اچکزئی وہاں کے شہری کو شہید کیا گیا۔ جناب اسپیکر! وہ لوگ جو Death squad ہے ان کو free hand حاصل ہے۔ وہ کالی گاڑیوں میں پھرتے ہیں کالے شیشے والی گاڑیاں ہیں ان کے پاس مسلح لوگ ہوتے ہیں ان کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔ آپ دیکھ کے آپ حیران رہ جائیں گے، آپ قلعہ عبداللہ جائیں آپ پشین جائیں، آپ خضدار جائیں، وہاں جو مسلح لوگ ہوتے ہیں جو وہ کاروائیاں کرتے ہیں وہ ہم حیران رہ جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! جب منشیات فروش آزاد ہیں جب کوئٹہ سرعام منشیات فروشی ہورہی ہے، وہ پولیس والے ان کو کچھ نہیں کہہ رہے ہیں اور جو لوگ جو دہشتگرد ہیں ان کو کچھ نہیں کہا جارہا ہے اور شریف لوگوں کو سیاسی

کارکنوں کے خلاف کارروائیاں ہوتی ہیں۔ جناب اسپیکر! جو سرینا ہوٹل کا دل خراش واقعہ ہوتا ہے یہ ریڈ زون کا علاقہ کہلایا جاتا ہے یہ کوئٹہ کا محفوظ ترین علاقہ کہلایا جاتا ہے آپ کی اسمبلی کے سامنے وہ کس طرح ایک گاڑی آتی ہے اور وہاں diplomate آئے تھے وہاں excellencies وہاں موجود تھے وہ آرہے تھے محض ایک دو منٹ کا فرق تھا۔ اگر خدانخواستہ کچھ ہوتا تو بہت سارے casualty ہوتے درجنوں لوگ اس میں شہید ہوسکتے تھے اور یہ کہاں گئی حکومت۔ ستر ارب روپے حکومت خرچ کررہی ہے امن وامان پر۔ یہ کہا جارہا ہے آپ نے اپنی پولیس کو ٹریننگ نہیں دی، آپ نے اپنی لیویز کو ٹریننگ نہیں دی، آپ نے وہ کام نہیں کیا جو کرنا چاہیے تھا آپ نے ایف سی کو بلایا وہ بھی کام نہیں کرسکی۔ جناب اسپیکر! یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جب تک حکومت، جب تک وفاق، جب تک یہ ریاست اپنی پالیسی تبدیل نہیں کریں گے، جب تک وہ ان دہشتگردوں ان انتہا پسندوں یہ جو رجعتی قوتیں ہیں ان کے خلاف صحیح طور پر حقیقی طور پر کارروائی نہیں کریں گے یہ بم دھماکے ہونگے یہ خودکش حملے ہوں گے یہ ٹارگٹ کلنگ ہوگی اس لئے کہ آپ نے انہیں free hand دیا ہے اس لئے کہ آپ کی یہ پالیسی ہے کہ آپ اس رائے پر جائیں۔ جناب اسپیکر! پشتون عوام اس ملک کے شہری ہیں اس ملک میں کم وبیش ایک لاکھ پچپن ہزار سکوائر کلومیٹر پشتونخوا سرزمین ہے جو اس ملک کا حصہ ہے اس ملک کو ہم معدنیات دیتے ہیں اس ملک کی تمام جو زراعت ہے وہ پشتونخوا وطن کے دریاوں سے ہیں ہماری سرزمین میں کوئلہ بھی ہے، کرومائیٹ بھی ہے، سنگ مرمر بھی ہے، پیٹرول بھی ہے۔ گیس بھی ہے لیکن ہمیں اس ملک میں تیسرے درجے کے شہری کی حیثیت حاصل ہے۔ جناب اسپیکر! آپ نے دیکھا کراچی میں دو دن پہلے کراچی کے بولٹن مارکیٹ میں وہاں تین پشتون نوجوان جن کا تعلق دو کا تعلق پشین سے ہے سیّد ہے ایک کا تعلق چمن سے ہے ان کو زخمی کیا جاتا ہے رات کے اندھیرے میں مسلح لوگ آتے ہیں بولٹن مارکیٹ میں ان کی دکانیں تھوڑ دی جاتی ہیں ان سے سامان چھینا جاتا ہے جب لوگ پہنچتے ہیں تو ان پر فائرنگ ہوجاتی ہے جناب اسپیکر! کراچی میں اسلام آباد میر وائس مندوخیل کی شہادت کا واقعہ ہوجاتا ہے پشتون عوام اس ملک میں محفوظ نہیں ہیں کراچی میں بھی اس کے لئے آگ ہے اسلام آباد میں بھی اس کے لئے آگ ہے وہ کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں کوئٹہ میں بھی آپ نے دیکھا کہ سرینا ہوٹل میں یہ واقعہ ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر یہ اسمبلی یہ کسٹوڈین ہے یہ اسمبلی عوام کی مقدس حیثیت ہے اس اسمبلی کی پالیسی آگے جانی چاہیے وفاق میں صحیح انتخابات ہو وہاں کی حقیقی پارلیمنٹ کی پالیسی ہونی چاہیے نا کہ کوئی باہر، باہر سے پالیساں خارجہ پالیسی مرتب کرے داخلہ پالیسی مرتب کرے پالیسی بنائیں گے تو یہاں کی اسمبلی کو بنانی چاہیے ناں کہ کوئی اور بنائے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام واقعات کا یہ جو جناب اسپیکر اگر قاضی فائز عیسیٰ کی اس

رپورٹ کو جو 8 اگست 2016ء کے وکلاء کا واقعہ پر اس نے رپورٹ لکھی تھی وہ ٹریبونل میں اگر اس پر عمل ہوتا تو فض آباد کی دھرنے کی نوبت نا آتی اگر فیض آباد کے دھرنے پر رپورٹ جو ٹریبونل قاضی فائز عیسیٰ نے لکھی تھی اگر اس پر عمل نہیں ہوتا تو ابھی جو دس دن پہلے پورے ملک بالخصوص پنجاب میں جو صورت حال پیدا ہوئی وہ واقعات نہ ہوتے اسلئے کہ آپ نے دیکھا حکومت نے کس طرح گھٹنے ٹیک دیئے ہیں کہاں گیا وہ شیخ رشید جو بڑی بڑی باتیں کرتا تھا وہ کس طرح بھگی بلی کی طرح چھپ گیا۔ جناب اسپیکر! اسلئے کہ اُن کی پالیسیاں غلط ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ قاضی فائز عیسیٰ کے خلاف جو کارروائی ہورہی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ مَیں کہتا ہوں اس واقعہ پر ایک عدالتی کمیشن دوبارہ بنائی جائے سپریم کورٹ کے کہ وہ تحقیقات کرے کہ کیونکر سرینا ہوٹل میں یہ واقعہ ہوتا ہے thank you جناب اسپیکر بڑی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زیرے صاحب۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔ تھوڑا کم کم ٹائم لیں اس کے بعد کیونکہ یہ محرک تھے اس کے بعد جو بھی ہے کم ٹائم بات کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت وکوآپریٹوز) شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ حقیقت میں تحریک التوا جو نصر اللہ صاحب لائے ہیں یہ واقعہ ہوا یہ بہت افسوسناک واقعہ ہے۔ مَیں آپ کو بتادوں کہ سرینا ہوٹل میں جس دن دھما کہ ہوا ہم خود یہاں نزدیک بیٹھے ہوئے تھے اور جب ہم نے پوچھا کہ جو جوان جس طرح ایمل کاسی، شاہ زیب اور اسد خروٹی اور ایک نورزئی جو ہمارے بھائی اس میں شہید ہوئے ہیں۔ حقیقت میں ہم سوچ رہے تھے کہ ابھی اُس کے گھر میں ایک ماتم ہوگا۔ روزے کے اس مبارک مہینے میں اُن کے بچے اور اُن کی فیملی اُن کے ماں باپ کو جب یہ پیغام ملتا ہے کہ اُن کا بیٹا اس طرح آ گیا۔ اس طرح ٹکڑوں میں اُن کو شہید کر کے لایا گیا تو ہر ایک انسان اپنے آپ سے تصور سے کرلیں کہ وہ کیا حالت ہوگی اُس فیملی پر اور اُس خاندان پر جب اُن کے پاس اتنے جوانوں کے جنازے جاتے ہیں۔ جناب اسپیکر! اس پر تو ہم نے مذمت کیا ہے کہ ایک افسوسناک واقعہ ہوا ہے مذمت کرتے ہیں یا مطالبہ کرتے ہیں کہ جی تحقیقات ہونی چاہیے۔ یہ واقعہ آج پہلا واقعہ نہیں ہے جو ہمارے ساتھ ہو رہا ہے۔ جس طرح ہمارے بھائی نے ایک بہت بڑی تاریخ اپنی پارٹی کے بیان کی مَیں کہتا ہوں کہ یہاں پر جتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ہر ایک کے گھر میں شہید تقریباً ہوئے ہیں۔ کسی نہ کسی مصیبت سے گزرے ہوئے ہیں ہر ایک پارٹی جو ہیں اپنے ایک اچھی منشور رکھتی ہے اپنا ایک اچھا پروگرام رکھتے ہیں اور اُس کے تحت اپنی قوم اور اپنے اولس اور اپنے علاقے کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اُنہوں نے وہاں شہادتیں بیتی ہیں جیلیں بھی کاٹی ہیں۔ اور مختلف مصیبتوں سے اُنکا سامنا ہوا ہے۔ یہاں مَیں آپ کو 2008ء

سے مختصر سا بتادوں۔عوامی نیشنل پارٹی نے 2008 سے 2013ء تک 9 سو 60 شہداء دیئے ہوئے ہیں پختونخوا میں،کراچی میں یہاں بلوچستان میں ۔ بی بی بیٹھی ہوئی ہے اس کا بھائی بھی شہید ہوا ہے بم بلاسٹ میں ان کا چھوٹا بھائی ۔ ہمارے یہاں پر ان کا کزن بھی شہید ہوا ہے ۔ ہمارے صوبائی صدر کا والد، بھائی ابھی ہمارا پریس سیکرٹری کی لاش پانچ مہینے بعد ملی ۔ یہ تو ہمارے ساتھ ظلم ہو رہا ہے کون کر رہا ہے ہمارے دشمن کر رہے ہیں۔اس صوبے کے اس ملک کے وہ عناصر جو ہمیں متحد نہیں دیکھنا چاہتے ہیں جو یہاں ترقی نہیں دیکھنا چاہتے ہیں ہم یہ مطالبہ کر سکتے ہیں ۔ہم ایک وزیر کی حیثیت سے کہہ سکتے ہیں کہ جی کون کر رہے ہیں ۔آپ کے آس پاس کیسے دشمن آپ کے بیٹھے ہوئے ہیں جو بھی ہیں سامنے بات کرنا چاہیے ۔ یہاں ہماری فوج کے جوان شہید ہوئے ،ہماری ایف سی کے جوان شہید ہوئے ۔ہماری لیویز کے شہید ہوئے ۔ law enforcement agencies کے جتنے بھی اہلکار شہید ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں،ہم سے تعلق رکھتے ہیں اور اگر ہمارا پشتون شہید ہوا بلوچ شہید ہوا ہے ،ہزارہ شہید ہوا ہے ۔ یہاں کوئی بھی کسی بھی قوم سے تعلق رکھنے والے وہ اشخاص جو بے گناہ بے دردی سے قتل کئے گئے ہیں یا اُن کو ٹکڑوں میں بم بلاسٹ کی شکل میں ہمیں ملتے ہیں ۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے سریناں میں جوان شہید ہوئے ۔اگلے دن پر لیس کے جوان کو شہید کیا جاتا ہے ۔چمن میں نعیم کو شہید کیا جاتا ہے یہ واقعات اس طرح ہیں کہ اس صوبے کو، یہ صوبہ strategic حیثیت رکھتا ہے ۔آپ کے آس پاس جتنے بھی ہمسایہ ممالک ہیں وہاں سے مداخلت ہوتی ہے ۔آپ کے یہاں ہمارے جو پالی گئی ایسی قوتیں جو ہم پہلے سے بھی 20، 25 سال پہلے جب افغان انقلاب آیا تھا۔اُس وقت سے یہ زمین خون وکشت کا کھیل کا کھیل رہا ہے ۔ یہاں اسلحہ اور منشیات کا زور آ گیا ۔ یہ چیزیں کب سے ہوئی ہیں ۔ یہ بھائی مَیں آپ کو بتادوں میرا اپنا والد شہید ہوا ہے ۔آپ کو پتہ ہے یا نہیں ہمارے اوپر وہ ظلم ڈھائے گئے اُس وقت 1970ء سے یہاں صرف NAP نیپ کے دور میں ہمارے یہاں سارے بیٹھے ہوئے ہیں ایک نہ ایک کڑی ملتی ہے حیدرآباد ٹریبونل ہم پر بنایا گیا ۔ہمیں پھانسی دینے کی کوشش کی گئی ہے ۔ہمیں غداری کا الزام دیا گیا ہے ہمیں صوبے توڑنے کا الزام لگایا گیا۔ہم نے حقوق کی بات کی ہے ہم نے صوبائی خودمختاری کی بات کی ہے ۔اس ضمن میں جو سازشیں یہاں ہوتی رہیں اُس کا نتیجہ ہم دیکھ رہے ہیں ہمیں یہاں مضبوط گورنمنٹ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے ۔اپوزیشن میں ہو چاہے گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے ہو ۔کل میں وہاں بیٹھا ہوا تھا، آپ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے تھے ۔کیا اُس وقت بدامنی نہیں تھی ؟ کیا وہاں بم بلاسٹ نہیں ہوئے ؟ کیا پولیس کے جوان جو سینکڑوں کی تعداد میں یہاں سریاب روڈ پہ شہید ہوئے وہ کس وقت ہوئے ؟ یہاں ہمارے جو 65 وکلاء شہید ہوئے وہ کس وقت

ہوئے۔ ہمارے تو نہ جج چھوڑے گئے ہمارے نہ وکیل چھوڑے گئے، ہمارے نہ شاعر چھوڑے گئے، ہمارے نہ قبائلی سربراہ چھوڑے گئے اس ملک میں تو کسی اُس معزز آدمی کو نہیں بخشا گیا ہمارا ٹیچرز ہمارے ڈاکٹرز ہمارے انجینئرز سب کی ٹارگٹ کلنگ ہوئی ہے۔ میرے خیال سے اس تین سال میں کچھ نہ کچھ بہتر ہوا ہے پہلے سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں امن وامان کی جو حالت ہے وہ پہلے سے بہتر ہے جو پہلے ہمارے ساتھ جو دو حکومتیں جو گزری تھیں۔ جناب اسپیکر! اُس میں ہزاروں کی تعداد میں یہ ہمارے بھائی بیٹھے ہوئے ہیں ان کی کیمونٹی سے ہزارہ سے ہزاروں کی تعداد میں لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ابھی ہماری اس گورنمنٹ نے کم از کم ہمارے امن وامان کی situation کو دیکھ لیں تو آپ کو پہلے سے بہتر نظر آیا ہوگا۔ لیکن ہمیں دشمن نہیں چھوڑ رہا ہے۔ دشمن تو پھر بھی کارروائی تو کرینگے۔ ہماری law enforcement agencies کو ہم نے یہی کہا ہے وزیراعلیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنی اُس صلاحیت کو بروکار لائے کہ کون کر رہا ہے ایک دھماکہ ہوا ہے اس سال میں ۔مَیں پچھلے پانچ سال کی گورنمنٹ کا آپ اُٹھالیں سینکڑوں دھماکے ہوئے۔ پچاس پچاس، ستر ستر لوگ مَیں نے آپ کو کہا وکلاء، پولیس، ایف سی ہمارے بے گناہ لوگ یہاں بیٹھے ہوئے مَیں نے شاہینہ کا کہا ہے کہ ان کا بھائی شہید ہوا۔ یہ تو نہیں ہے۔ اُس سے پہلے ہماری گورنمنٹ رہی ہے 9 سو 60 ہمارے لوگ شہید ہوئے میاں افتخار کا واحد اکلوتا بیٹا اُس میں شہید ہوا، بشیر بلور اُس کا بیٹا شہید ہوا۔ ہمارے کراچی میں جو الیکشن لڑتے تھے اُن کو شہید کیا گیا۔ ہمارے اس تین سالہ گورنمنٹ بلوچستان میں کم از کم ہمارے وزیراعلیٰ صاحب کی قیادت میں ہمارے جو ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے۔ ہم لوگ جو اتحاد کر رہے ہیں اتحادی ہیں۔ ہم نے کوشش کی کہ یہاں سب سے پہلے امن وامان کو اہمیت دے دیں اور اُس کو برقرار رکھیں۔ میرے اپنے سوچ کیمطابق ظلم ہوا ہے۔ سرینا میں ہوا ہے جوان شہید ہوئے ہیں۔ ہمارے پریس کے بھائی شہید ہوئے ہیں ہمیں اس پر افسوس ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کی انکوائری ہونی چاہیے اُن پر جوڈیشل کمیشن آپ کہتے ہیں وہ بنایا جائے۔ اُس کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ لیکن اُن جو ہمارے آس پاس لوگ ہمارے خلاف جو سازشیں کر رہے ہیں اُن پر بھی آپ نظر رکھ لیں۔ کون کر رہے ہیں، کدھر سے آ رہے ہیں۔ کدھر سے خودکش آ رہے ہیں۔ کدھر سے بمبار آ رہے ہیں کم از کم وہ تو یہ نہیں ہے کہ یہاں خدانخواستہ خود گورنمنٹ تو نہیں کر رہی ہے گورنمنٹ نے تو نہیں کہا ہے وزیر علیٰ نے تو نہیں کہا ہے کہ جاؤ سرینا ہوٹل میں یہ کرلو، فلاں جگہ میں یہ کرلو۔ یہ تو چھپ چھپ کے آتے ہیں اور اپنے جسم میں بارود باندھ کے پھر جو بلاسٹ کرتے ہیں اور لوگوں کو شہید کرتے ہیں۔ مَیں اسمیں آپ کیساتھ ہوں مَیں اس تحریک التوا پر مَیں تو یہ کہتا ہوں اگر اسکو قرارداد کی شکل ہم change کر سکتے ہیں تو اُس میں کرلیں۔ مشترکہ کرلیں۔ کہ ہم اُن کے

خلاف کارروائی کریں۔ہم وفاق سے بھی مطالبہ کریں کہ ہمارے جو بارڈرز ہیں ۔ انکو اور سخت سے سخت کر دیا جائے حالانکہ وہ جو ہیں ہمارے بلوچستان میں نہیں آتے ہیں لیکن بارڈر ہم ان چیزوں کے لیے بند نہیں کرنا چاہتا ہے کہ خدانخواستہ ایک دفعہ بات ہوئی تھی کہ زمرک خان نے کہا کہ بارڈر بند کرلیں ہم خدارا ءچمن کی بارڈر کو بند نہیں کرنا چاہتے ہیں ہم ان دہشت گردوں کے لیے جو ہمارے اس ملک کو جو ہیں۔کمزور کرنا چاہتے ہیں یا یہاں سے جاتا ہے۔یا وہاں سے کوئی آتا ہے تو انکو توناں کرنا چاہیے ہم بزنس کے خلاف تو نہیں ہیں چمن بارڈر ہوگا ہمارا پورا قلعہ عبداللہ کیا پورا بلوچستان اور کراچی اور لاہور تک جا کر وہ سب لوگ اس پر منحصر ہیں آپ کے اسی ٹریڈ سے منحصر ہیں انٹرنیشنل ٹریڈ ہورہا ہے آپ سینٹرل ایشیاء تک جائیں ان کو تو بند نہیں ہونا چاہیے ہم تو جو ہیں قمر دین کو کھولنا چاہتے ہیں ہم تو بادینی کو کھولنا چاہتے ہیں ہم تو نوشکی پر بارڈر مانگنا چاہتے ہیں ہم دالبندین میں ان کو کھولنا چاہتے ہیں ہم جتنے بھی points بنانا چاہتے ہیں کہ بارڈر کو بزنس زیادہ ہو افغانستان کے ساتھ ہو ایران کیساتھ ہو بلکہ انڈیا کے ساتھ ہو لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو مل کر اپوزیشن اور ٹریژری بنچز کو مل کر بلوچستان کے امن کے لیے کردار ادا کرنا چاہیے اور نظریات سے بالاتر ہو کر اس قوم کے یہاں جتنے بھی رہنے والے ہیں ہم ایک ترقی پسند سوچ رکھنے والے ہیں ہم پشتونوں کی سیاست کرتے ہیں ہم بلوچوں کی سیاست کرتے ہیں ہم ہزاروں کی سیاست کرتے ہیں ہم پاکستان میں اس مظلوم قوم کی اس مظلوم طبقے کی سیاست کرتے ہیں جو یہاں تباہ و برباد ہیں یہاں ان کے حقوق کی پاسداری نہیں ہوتی ہے وہاں ان کے حقوق کا تعین نہیں ہوتا ہے ہم ان کے لیے کام کریں گے اور بلوچستان کے امن کے لیے انشاء اللہ اکھٹے رہیں گے اور آپ سے بھی یہی ہیں کہ ہمیں اس پر آپ تجاویز دیدیں۔ ہمارے یہ بڑے بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے چیف منسٹر بیٹھے ہیں سردار صاحب بیٹھے ہیں آپ تجاویز دیدیں امن وامان کے لیے تو ہم بھی اپوزیشن میں بیٹھے تھے کہ بھائی ہم کیا کر سکتے ہیں ہم ان سماج دشمن عناصر کے خلاف کیسے کارروائی کر سکتے ہیں اگر ہمارے ادارے کمزور ہیں ان کی کمزوری کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے ہماری پولیس ہے ہمارے ایف سی ہے ہماری فوج ہے ہمارے جو بھی ہیں۔ ہمارے کنٹرول میں آتے ہیں اس بلوچستان حکومت کے کنٹرول میں آتے ہیں کم ازکم ان کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ بلوچستان کے عوام کو امن دینا چاہیے اور امن کے بعد آپ بزنس بھی کر سکتے ہیں آپ تعلیم حاصل کر سکتے ہیں آپ صحت میں کچھ کر سکتے ہیں اگر امن نہیں ہوگا آپ گھر سے نہیں نکل سکتے تو آپ زندگی کیسے گزاریں گے زندگی گزارنے کے لیے پہلے امن کی ضرورت ہے life protection کی ضرورت ہے اس میں گورنمنٹ کو کردار ادا کرنا چاہیے اور آپ کے تعاون سے۔تو ان الفاظ کے ساتھ جناب اسپیکر آپ کا شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ زمرک خان اچکزئی صاحب جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر! میں اپنے آج کی اس تقریر کا آغاز ایک شعر سے کرنا چاہوں گا کہ،

روز وشب کے میلے میں غفلتوں کے مارے ہم۔

روز وشب کے میلے میں غفلتوں کے مارے ہم۔

بس یہی سمجھتے ہیں ہم نے جس کو دفنایا بس اُسی کو مرنا تھا۔

ایک بے حس معاشرے کی نشاندہی کرتا ہے ہمارے حالات جہاں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ روز ہم اپنی قوم کی ترقی کے معیار اپنی قوم کی کامیابیوں پر یہاں بحث ومباحثہ کرتے اپنے جو achievements ہیں یا آپ نے جو ابھی ہم نے حاصل کیا ہے ان حاصلات پر یہاں بحث وتمیز کرتے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہمارا کوئی بھی ایسا اجلاس یا سیشن نہیں ہوتا جس میں ہم یا تو امن وامان کے اوپر یا سرحدوں پر اموات کے اوپر۔ یا اسپتالوں میں مریضوں کی بے حسی میں موت کے اوپر یہاں پر بات نہیں کر رہے ہوتے ۔ جناب والا! میں صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ دنیا میں دو قسم کے معاشرے ہوتے ہیں کسی بھی معاشرے کو اگر دیکھنا ہو کہ وہ انسانیت کا شرف حاصل کر گیا ہے تو ان دو قسم کے معاشرے ہوتے ہیں جس معاشرے میں ہسپتال ویران اور قبرستان سنسان ہو یا ان میں سناٹا ہو سمجھنے والی بات ہے جناب اسپیکر! کہ جس معاشرے میں ہسپتال ویران اور قبرستان سنسان اور سناٹا ہو تو آپ سمجھ کہ اس معاشرے نے شرف انسانیت حاصل کر لیا ہے اس لیے کہ دنیا کی تمام بہتر سے بہتر سہولتیں اپنے انسانوں کو دے دی کسی کو کوئی تکلیف نہیں کوئی بیمار نہیں۔ اچھا پینے کا صاف پانی مل رہا ہے لہذا اس کے ہسپتال جو ہیں وہ بالکل ویران ہو گئے ہیں کوئی معاشرے میں بیمار رہتا ہی نہیں ہیں اور جب اس کے قبرستان سنسان ہوں گے اس بات کی نشاندہی ہیں کہ ناں لوگ تو بیماریوں سے مر رہے ہیں نہ بم دھماکوں سے مر رہے ہیں نہ راہ چلتے ہوئے دہشتگردی کا نشانہ بن رہے ہیں یا سڑکوں کے حادثات کا نشانہ بن رہے ہیں جب کہ ایک دوسرے قسم کا بھی معاشرہ ہیں اور اس دنیا میں یہی دو قسم کے معاشرے ہیں جو بڑے predominant ہیں ایک وہ معاشرہ ہیں جناب والا! جس کے قبرستانوں میں جمع غفیر ہے آپ کو لگ رہا ہو گا کہ ہر وقت جیسے کوئی میلہ لگا ہوا ہے بوڑھے والدین اپنے نوجوانوں کے لاشیں اٹھائے ہوئے وہ قبرستانوں کا رخ کرتے ہوئے آپ کو نظر آئیں گے اسی معاشرے میں آپ کو بازاروں میں انگاریں نظر آئیں گی جس طرح کل رات کو بھی ہمیں نظر آیا یہی معاشرے وہ بے حس معاشرے ہوتے ہیں جس میں آپ کو خوراک کے لیے آپ کو چینی کے لیے

چاول کے لیے روٹی کے لیے آپ کو آٹے کے لیے لمبی لمبی انسانوں کی قطاریں نظر آئیں گی اکیسویں صدی میں۔ یہ وہی معاشرہ ہوتا ہے جناب والا جہاں پر آپ کچہری میں جائیں گے تو آپ کو ٹوٹے پھوٹے چپلوں میں اور بزرگ سفید ریش کچہری میں انصاف کے لیے جو ہیں مہینوں مہینوں بلکہ سالوں سالوں وہاں پر دھوپ میں بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے ایسے معاشرے میں انہوں نے انسانیت کا شرف حاصل نہیں کیا ہوتا ہے مناسب نہیں ہوتا کہنا وہ تقریباً primitive یا حیوانیات کی جو ہیں process سے ابھی تک وہ آگے شرف انسانیت والی شرح میں داخل نہیں ہوئے ہم ابھی تک وہ شرف انسانیت کا سماج حاصل کرنے کے لیے یہ پھر جب ہم اس معاشرے میں پہنچ جائیں گے پھر یہ چیزیں خود بخود ختم ہو جائیں گی کل کا جو واقعہ ہے عبدالواحد رئیسانی کا صحافی کا اس سے قبل ایران کی سرحدات پر جو ہوا فائرنگ سے سینکڑوں کی تعداد میں لوگ زخمی ہوئے دس سے بارہ کے قریب مزدور شہید کردیئے گئے کوئٹہ کا جو یہ حادثہ ہوا سرینا ہوٹل کا۔ اس سے پہلے جنوری میں ہماری ہزارہ برادری اقوام کے شہزادے جس طرح شہید کردیئے گئے پنجگور میں دھماکہ ہوا ہرنائی میں دھماکہ ہوا میں بلا تخصیص رنگ و نسل یہ بات کروں گا نہ کوئی بلوچ ہے نہ کوئی پشتون ہے ہم سب کا خون سرخ ہے ہم سب کی ماؤں کی آنکھوں بہنے والے آنسو کی تپش اس کی تکلیف اور اس کا درد ایک ہے۔ پشتون کی ماں یا بلوچ کی ماں کی تکلیف کی درد مختلف نہیں ہیں یہ سارے ہمارے معاشرے کے انسان ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب ان کو پیدا کیا یہاں پر بھیجا بعد میں قوموں میں زبانوں میں ہم چیزوں میں تقسیم ہو گئے لیکن اگر اس درد کو تپش کو محسوس کیا جائے یہ تو وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں ہم بات کرتے ہیں کہ جناب والا بم دھماکوں سے دہشت گردی سے گولی سے سرحدوں پر بھوک سے پیاس سے مر رہے ہیں۔ ہم اپنے معاشرے میں ابھی تک ان لوگوں کی بات ہی نہیں کر رہے ہیں کل میں ایک 6 فٹ کے خوبصورت شہزادے نوجوان ناصر بلوچ کو پنجپائی میں لحد میں اتار کر آیا ہوں مجھے پتہ ہے کہنے کو تو وہ ایک heart attack دل کا دورہ تھا لیکن جناب والا 28 سال کے 6 فٹ کے خوبصورت شخص دل کے دورے سے نہیں مرتا معاشرے کی بے حسی سے مرتے ہیں بیروزگاری سے مرتے ہیں مایوسی سے مرتے ہیں اور سینکڑوں کی تعداد میں نوجوان مر رہے ہیں جب معاشرے میں پھر بدامنی کہاں سے آتی ہے جب معاشرے میں انصاف کیسے آپ پیدا کر سکتے ہیں جناب والا جب ہم اس معیار تک پہنچیں نہیں ہم پیغمبروں کے جو وہ اوصاف ہیں ان کی جو باتیں ہیں ان کا جو کردار ہے ادھر تک تو بہت دور کی بات ہے لیکن کم از کم انہوں نے ایک سکھایا کہ کسی معاشرے میں اگر آپ کو پتہ ہو کہ بیماری آئی ہے کسی معاشرے میں وباء آئی ہے کسی معاشرے میں جنگ پھیل گئی ہے تو اس معاشرے کی بہتری کے لیے اس کے سفید ریش اس کے منتخب اور اس کے

اعلٰی پایہ کے لوگوں کو بیٹھ کر مشاورت کرنی پڑتی ہے مشاورت ایک جگہ نہیں 100 جگہ قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر آیا ہے کہ اگر آپ اپنے لوگوں کو جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکمرانی پر مختلف انداز میں فائز کیا ہے اگر آپ مل بیٹھ کر بات کریں گے آپ مسائل کا حل نکالیں گے۔ ہم واقعات کو ابھی گننا میں شروع نہیں کروں گا۔ اگر میں بلوچستان میں واقعات کو گننا شروع کر دیں۔ بلوچستان ایک fragile society ہے We are passing through a transition. یہ ہمیں بہت بڑی تباہی و بربادی کی طرف لے جائے گا۔ یا یہ ٹرانزیشن ہمارے ساتھ وسائل ہیں ہمارے پاس ادارے ہیں ہمارے پاس اختیارات ہیں ہمارے پاس آنکھیں ہیں ہمارے پاس سوجھ بوجھ ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم آج سے کوئی پندرھویں، چودھویں صدی میں نہیں رہ رہے ہیں۔ ہم اکیسویں صدی میں رہ رہے ہیں۔ اور ہمیں سب کو exposure ہے کہ throught ٹیکنالوجی کی conflicts کو کیسے resolve کیا جاتا ہے۔ تنازعات کا حل کیسا تلاش کیا جاتا ہے۔ بدامنی کا حل کیسے تلاش کیا جاتا ہے۔ بدامنی کی محرکات کیا ہوتے ہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی خرابی اس کی مسلسل زوال کے امن وامان کے محرکات کیا ہوتے ہیں۔ جناب والا بلوچستان میں بدامنی کے محرکات کو جاننا کسی راکٹ سائنس کی ضرورت نہیں ہے آپ کو۔ بلوچستان میں جب لوگوں کی اُمیدیں حکومتوں سے قائم ہوتی ہیں۔ اشرافیہ سے قائم ہوتی ہے۔ اداروں سے قائم ہوتی ہے۔ عدلیہ سے جڑ جاتا ہے۔ جب لوگوں کی اُمید اجڑ جاتی ہے پھر لوگ جھگڑے سے اجتناب کرتے ہیں۔ لوگ بمباری سے اجتناب کرتے ہیں۔ لوگ تشدد سے اجتناب کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ساری اُمیدیں اداروں کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ لیکن جب اجتماعی طور پر قوم میں مایوسی کا شکار ہو جائیں، جب اُن کو پتہ چلے کہ پولیس میری نہیں جب اُن کو پتہ چلے کہ سیکورٹی ادارے میرے خیر خواہ نہیں۔ جب اُن کو پتہ چلے کہ حکومت میرے حوالے سے خیر خواہی کی منصوبے نہیں بنا رہی۔ جب وہ یہ سمجھ رہے ہوں کہ ہم تعلیم میں، ترقی میں، ہنر مندی میں، روزگار میں، صنعت میں، حرفت میں، زراعت میں اپنے وسائل پر پیچھے رہ گئے ہیں تو جناب والا یہ مایوسی کا باعث بنتی ہے۔ جب مایوسی، مایوسی کا بیج کسی معاشرے میں، جناب والا تو پھر مایوسی مختلف قسم کی بدبودار پھول پیدا کرتی ہے۔ وہ تشدد کی شکل میں اختیار کر دیتی ہے۔ وہ بم دھماکوں کی، وہ خودکش حملہ آوروں کی، وہ بڑے بڑے یہاں پر جلسے جلسوں کی، توڑ پھوڑ کی کلچر کو جنم دیتی ہے۔ آج بلوچستان کو جناب والا سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ تین سال میں شاید ہم بار بار کہہ رہے تھے ہمارے پاس جو وسائل ہیں۔ اُس وسائل کی منصفانہ تقسیم کر دو، اُن وسائل کو کسی طریقے سے targeted-intervention کے ذریعے انگریزی کا لفظ ہے یعنی مخصوص قسم کی حکمت عملی کے تحت ترقی کے معاملات میں اس طرح کی ترقی کا معیار ایسے ترقی کا عمل شروع

کیا جائے جس میں آپ ان محرکات کو ایڈریس کر سکے۔ تو جناب والا 70, ارب روپے بلوچستان میں ایک وقت تھا میرے دوست زمرک صاحب نے ایک چھوٹی سی بات کی میں صرف مختصراً اُن کی بات پر میں بھروسہ نہیں کرتا میں اُن کی دلیل کو جو یہاں پہ counter نہیں کرنا چاہتا صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں جو بار بار یہ بات کہتے ہیں کہ بلوچستان میں بدامنی ہوتی ہے۔ کہتا ہے کہ بین الاقوامی سازش ہے۔ بلوچستان اہم جغرافیہ ہے سب کی نظریں بلوچستان کے اُوپر ہیں۔ مجھے پتہ نہیں کہ بلوچستان جناب والا 2007ء سے اہمیت کا حامل تھا۔ قبل از مسیح سکندر اعظم کی فوجیں بھی یہاں سے گزرتی تھیں۔ ہم نے نہیں دیکھا جناب والا بلوچستان اُس کے بعد سے جناب والا آپ فارورڈ پالیسی لے لیں، انگریزوں کا لے لیں، سرد جنگ لے لیں، گرم جنگ لے لیں، پہلی جنگ عظیم لے لیں، دوسری جنگ عظیم لے لیں یہ خطہ تو ہمیشہ بین الاقوامی دنیا کے نظر میں رہا لیکن اُس کے باوجود بھی بلوچستان میں جناب والا پورے بلوچستان میں 1947 اور 1948 بلوچستان کا امن وامان کا جو بجٹ تھا وہ جناب والا 20 لاکھ روپے تھا۔ آج بلوچستان کے امن وامان کا بجٹ جو ہے وہ 70 ارب روپے سے زیادہ ہے۔ یعنی فی کس بلوچستان میں امن وامان پہ 6600 روپے خرچ کر رہے ہیں۔ اس کے باوجود بھی بلوچستان میں سب سے زیادہ سب سے بڑا فورٹ لا اینڈ آرڈر کا ہے لیکن بلوچستان میں میں آپ کو حلفیہ بتا دیتا ہوں۔ ہم منتخب نمائندے ہیں ہمیں لوگوں نے عزت دی ہیں۔ ہم بھی اپنے گاڑی میں اکیلے سفر کرنے سے پہلے دس دفعہ سوچتے ہیں۔ جب ہماری صورت حال منتخب نمائندوں کی یہ ہو۔ اس معاشرے میں باقی تو سب خدا کے آسرے پہ چلتے ہیں۔ حکومت کے آسرے اور سیکورٹی اداروں کے نہیں۔ تو لہذا سیکورٹی ادارے سیکورٹی اسٹبلیشمنٹ بلوچستان میں امن، چار دیواروں سے، بندوقوں سے اور بم خریداری سے نہیں آسکتی۔ بلوچستان کے اندر فرنٹ لائن ہیں سمجھنے کیلئے بہت بڑے ڈسکشن اور ڈیبیٹ کی ضرورت ہیں سنجیدگی کی ضرورت ہیں۔ اور targeted-intervention کی ضرورت ہے۔ مدبر سردار عبدالرحمٰن کھیتران جیسے لوگ بیٹھے ہیں جو کہتے ہیں انکے مشورے کی ضرورت ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جی نور محمد دمڑ صاحب۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: شکریہ جناب اسپیکر۔ تحریک التواء پہ بحث ہورہی ہے سرینا کا جو واقعہ ہوا یقیناً یہ واقعہ قابل مذمت ہے میں تو اس کی مذمت کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ میں اُن شہدا کو میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل عطاء کرے۔ جناب اسپیکر یہ واقعہ پہلا نہیں ہے اللہ کرے کہ یہ آخری ہو نہ ہم اس کو آخری کہہ سکتے ہیں ان کو۔ یہ واقعات کافی عرصے

بلوچستان اس کی زد میں ہے۔ بلکہ پورا پاکستان اس کے زد میں ہیں۔ جبکہ سے نائن الیون کے بعد ہمارے پاکستان نے اس بے دردی کے خلاف جتنی قربانی دی ہے۔ وہ تو دنیا بھی مانتی ہے۔ اور ہم پہ بھی یہ سارے گزرے ہیں۔ یہ میرے خیال میں دوستوں نے مختلف باتیں کیں۔ ہمیں تو معلوم ہے کہ یہ کون کررہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ ہمارے دشمن کون ہیں۔ یہ ابھی کا واقعہ نہیں ہے۔ اس دشت گردی میں ہمارے سیاستدانوں نے قربانیاں دی ہیں ہمارے فورسسز نے قربانیاں دی ہیں۔ ہمارے بہت سی قیمتی جانیں اس میں چلے گئے۔ یہاں پر مختلف قسم کی باتیں ہوئیں۔ پتہ نہیں ہر ایک نے اپنے اپنے سوچ بیان کی۔ کسی نے یہ واقعہ کسی سے جوڑ دیا کسی نے کس سے جوڑ دیا۔ میں تو کہتا ہوں یہ صاف طور پر واضح ہے۔ کہ ہمارے دشمن مما لک جو ہے وہ ہمارے سرزمین پہ وہ کبھی بھی امن نہیں ہونے دیتے ہمارے دشمن اپنے ہی ملک میں مودی کھڑے ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ کا بلوچستان آپ سے الگ کردینگے۔ ہم آپ کے بلوچستان میں آگ لگادیں گے۔ اگر ابھی بھی آپ اگر دشمن کو نہیں جانتے ہیں اگر ابھی بھی ہم کہتے ہیں کہ بدامنی پہ شک اُٹھاتے ہیں کہ یہ کس نے کیا، یہ کہاں سے ہوا۔ ہمارے دشمن پھر بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ تو پھر سمجھ نہیں آتی کہ ہم دشمن کے ساتھ دیتے ہیں یا دشمن کو شکست دیتے ہیں۔ تو اس طرح باتوں سے ہمارے دشمن کی اور بھی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ کہ میں واردات کرتا ہوں اور پتہ بھی نہیں ہوتا پاکستانیوں کو، پاکستانیوں کا دشمن کون ہے۔ ہمارے دشمن واضح ہیں ہمارے دشمن سرگرم عمل ہیں۔ نہ ہمیں بارڈروں پہ چھوڑتے ہیں نہ ہمیں بلوچستان کے اندر چھوڑتے ہیں۔ نہ ہمیں پاکستان کے اندر چھوڑتے ہیں یہ دشمن نہ کسی قوم کے خلاف ہیں یہاں پہ۔ یہاں پہ باتیں ہوئیں۔ کہ فلاں قوم نے بڑی قربانی دی فلاں قوم نے زیادہ خون بہادیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ دشمن پاکستانی قوم کے دشمن ہیں۔ یہ پاکستان کی سرزمین کے دشمن ہیں۔ یہ دشمن بچ نہیں نکلیں گے یہ ہماری طرف سے بہترین حکمت عملی ہورہی ہے۔ ان کا مقابلہ ہم کررہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ دشمن بچ نکلیں گے لیکن یہ ہے کہ ہمیں کم سے کم۔ ایک پیج پہ تو ہونا چاہئے ہمیں اپنے فورسسز کے ساتھ ہونا چاہئے ہم یہاں پہ تو بڑی باتیں کرتے ہیں۔ ہم تو کسی اور کو آئینہ دیکھانے کی کوشش تو کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے کبھی بھی اس قوم یہاں پہ اس پارلیمنٹ کے ممبر یا اس پارٹی ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا ہے۔ کہ یہاں پہ جو دہشتگردی ہورہی ہے۔ ہمارے فورسسز جوان کے بہترین مردانہ انداز سے اُن کے مقابلہ کررہے ہیں۔ کیا ہم نے کبھی اس فلور سے ہمارے فورسسز کی حوصلہ افزائی کی بات کی ہیں۔ کیا اس دہشتگردی میں ہمارے فورسسز نے قربانیاں نہیں دی ہیں۔ کہ ہمارے فورسسز سوئے ہوئے ہیں۔ اس دہشتگردی میں ہمارے فورسسز، ہمارے ایف سی کے جوانوں نے پہاڑوں پہ چڑھ کر ہمارے دشمن کو ایک ایک کر کے مارا ہے۔ بلکہ اُن کو بھی مارا

ہے۔اپنے بھی جنازے اُٹھائے ہیں۔اُن کے بھی بچے یتیم ہو گئے ہیں۔لیکن ہم نے کبھی اس فلور پہ اپنے فورسز کی حوصلہ افزائی کی ایک بات نہیں کی۔ ہمارے پولیس نے کیا سے کیا قربانیاں نہیں دی۔ ہمارے لیویز نے کیا سے کیا قربانیاں نہیں دی۔ یہاں پر پارٹیوں کی ذکر ہوئی۔

وزیر محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وواسا: ہر پارٹی نے یہاں پر قربانی دی۔ ہمارے بلوچستان عوامی پارٹی کے ایک ہی جگہ پر 3 سو بندے اس دہشتگردی کے بھینٹ چڑھ گئے۔تو ایسے تو نہیں ہے لیکن بحثیت قوم ہمیں اس پر سوچنا چاہیئے۔ ہمارے دشمن سب کو معلوم ہے۔ہمیں آگے پیچھے نہیں ہونا چاہیئے۔ہمیں اپنے معاملے کو شکوک وشبہات میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ہمیں اپنے دشمن کو اپنے نظر میں رکھنا چاہیے۔اپنی فورسز ہمارے جو جس انداز میں مقابلہ کررہے ہیں ہمیں بحثیت قوم اپنے فورسز کے پشت پر کھڑا ہونا چاہیے۔ہمیں اپنی فورسز کے ساتھ یکجا ہونا چاہیے۔ہم ایک قوم ہے بحثیت ایک قوم ان کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ یہ واقعہ ہوا ہے۔ واقعی یہ قابل مذمت ہے۔اس میں جو سیکورٹی laps ہوئی ہیں۔ وہ اپنے سرینا ہوٹل کے جو سیکورٹی اہلکار ہیں جو بھی ہیں وہاں سے جو سیکورٹی کے کمزوری ہوئی ہیں۔اس میں بیشک یہاں پر کمیٹی بن جائے ایک جوڈیشل انکوائری ہو جائے کہ غلطی کہاں سے ہوئی ہیں۔لیکن یہ ہے کہ ہمیں شک وشبہات میں نہیں آنا چاہیے یہ نہ اوّل ہے اور نہ آخری ہے ،یہ ہوتا رہیگا اور اس کا مقابلہ ہم نے بحثیت قوم اپنے فورسز سے،اپنے intelligence اداروں سے مل کے اُن کے پشت پر کھڑے ہو کے ان کے مردانہ انداز سے مقابلہ کرنا چاہیے۔شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔مختصراً کردیں۔جی عبدالخالق صاحب۔

جناب عبدالخالق ہزارہ (وزیر برائے کھیل وثقافت): اَعوذُ باللہ منَ الشیطٰن الرَّجیم ،بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ مجھے یاد ہے starting میں 2001ء،2003،2004ء میں جب یہاں پر قتل عام شروع ہوا۔فرقہ ورانہ دہشتگردی کی آڑ میں ہماری نسل کشی start ہوئی۔ جناب اسپیکر! آپ باور کرلیں کہ ہم کہتے تھے کہ درجنوں ہمارے جو ہم پریس میڈیا میں جو انٹرویو دیتے تھے۔اور ایک چیز یہاں پر بتادوں کہ شاید دنیا کا کوئی بھی ایسا میڈیا یا ایسا ٹیلی ویژن نہیں ہے یا ایسا بڑا پریس نہیں ہے یا ایسا ریڈیو نہیں ہے جہاں پر میرا انٹرویو وہاں پر نہ دیا ہو۔تو starting میں ہم کہتے تھے کہ درجنوں ہمارے لوگ مارے گئے یہ shocking تھا۔یعنی آپ باور کرلیں سب سے زیادہ shocking کہ درجنوں لوگ ان کے مارے گئے۔ پودگلی کا ایک واقعہ ہوگیا ۔اُن دنوں میں میرا ایک دلیل تھا کہ یہ اپنے بلوچستان کا سب سے زیادہ سفاکیت کا مظاہرہ کیا گیا کہ پہلی مرتبہ آٹھ لوگوں کو نہتے عوام کو کلاشنکوف سے برسٹ کیا گیا۔حالانکہ اُن دنوں میں قبائلی جھڑپ ہوا تھا، پولیس کا فائرنگ

طلباء کے اوپر تھا لیکن اس طرح مظلوم نہتے عوام کو اس طرح سے بلوچستان کے لوگ مارے گئے، کوئٹہ کے عوام مارے گئے۔ سینکڑوں کے بعد ہم نے کہا کہ ہزاروں کی تعداد میں۔ یعنی آپ اندازہ لگائیں ایک زمانے میں دس آدمی ایک آدمی کی کتنی اہمیت ہے۔ لیکن یہ ہوتا رہا یہاں پر ہمارے بہت بدترین واقعات، ہمارے وکلاء پر ہمارے ہر مکتبہ فکر پر جو ہے واقعات ہوتے رہے۔ سابقہ ڈیڑھ دو سال سے ہم شکر گزار تھے کہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ یہاں پر امن آیا ہے اور واقعات ہوتے رہے اس کی مذمت جتنی بھی کی جائے کم ہے۔ لیکن کچھ امن آیا ہوا ہے لوگ محسوس کر رہے تھے۔ کوئٹہ کے باسی بلوچستان کے عوام سکھ کا سانس لے رہے تھے۔ ہمارے کمیونٹی کے لوگ جو ہیں مطلب پر اعتماد ہو رہے تھے۔ لیکن حالیہ دو واقعات ہمیں دیکھنا یہ ہوگا کہ ان واقعات پیچھے یا ان سانحات کے پیچھے وہ کونسے مذموم عزائم ہیں ہمارے دشمنوں کے، کیا چاہتے ہیں وہ؟۔ مچھ کا واقعہ ہوا ہمیں ہر زاویہ سے اپنی law enforcement agencies کو بھی میں کہتا ہوں اور اُن سے گزارش بھی میری یہی ہے کہ ہر زاویہ سے جانچنا چاہیے، investigation کیا جائے کہ کہاں پر اس سے Beneficiaries کون ہوا ہے۔ اسے فائدہ کس کو ملا ہے۔ داعش نے قبول کیا ہے واقعتاً داعش کو زیادہ فائدہ ملا ہے اس سے۔ ہمیں ہر اُن محرکات تک جانا ہوگا کہ یہاں پر اُن کے اس کارروائی کے پیچھے کیا مقاصد ہوتے تھے۔ اُن کے ایک مقاصد یہ ہے کہ یہاں پر غیر یقینی صورتحال پیدا کریں۔ اُن کا ایک مقصد یہ تھا کہ عوام کے بیچ میں نفرتیں پیدا کیا جائے۔ اُن کا ایک مقصد یہ تھا کہ یہاں پر افراتفری پھیلایا۔ یہاں پر disturbance ہو۔ یہاں پر انتشار ہو۔ فائدے میں رہے۔ وہ اُسی چیز میں کامیاب ہوگئے۔ لوگ دھرنے پر گئے۔ یہاں پر روڈز سارے سنٹرل ایشیئن ممالک کے جو کانوائے تھے وہ سارے stop ہوگئے۔ ساری دنیا میں جو ہمارے دشمن ممالک تھے اُن کے 24 گھنٹے سکرین پر یہی چل رہا تھا کہ بلوچستان میں یہ صورت حال ہے، اُس کو ایک کو دس گنا آگے لے جا کر پیش کیا جا رہا تھا۔ وہ اپنے عزائم میں کامیاب ہوگئے۔ دشمن کے جو عزائم تھے یہی ہے کہ پورا پاکستان میں وہ چاہتے تھے کہ یہاں پر دھرنے ہو جائیں۔ تقریباً عوام کو کراچی اسلام آباد میں آپ نے دیکھا کہ لوگوں کو ٹکراؤ میں اُنہوں نے لایا۔ ایک civil war کی طرف لوگوں کو لیجانے کی مذموم کوشش کی ایک فرقہ وارانہ تعصب کی طرف، افراتفری کی طرف وہ لیجانے کی مذموم کوشش کی۔ لیکن دوسرا واقعہ جو ابھی ہوا ہے سرینا ہوٹل کا۔ اس کے پیچھے بھی یہی ہے کہ بھائی اس سے Beneficiary کون ہے۔ اس سے زیادہ کس کے عزائم کو تقویت ملی ہے اور کامیاب ہوئے ہیں۔ اس واقعہ پر بھی میں یہی چاہتا ہوں کہ اس کے deep پر جانا چاہیے۔ اس کے ہر زاویے سے بہت نازکی کے ساتھ اس کے deep میں جا کر اس کی investigation

ہونی چاہیے اور اُس ہاتھوں تک وہاں پر پہنچنا چاہیے جو یہاں پر اس طرح کے کارروائی کرنا چاہتے تھے۔نصراللہ زیرے صاحب نے کہا کہ بھائی یہاں پر Ambassador ۔مذاق تو نہیں ہے چائنا کا Ambassador ایک ارب چالیس کروڑ عوام،اس وقت سپر پاور کی طرف جانے بڑھنے والا۔اقتصادی طور پر انفارمیشن ٹیکنالوجی کے حوالے سے سائبر سیکورٹی کے حوالے سے ایک ایسا ملک ایک high profile team کے ساتھ یہاں پر delegation کے ساتھ یہاں پر آئے ہوئے ہیں۔اور وہاں پر سرینا ہوٹل میں اس طرح کا اندوہناک واقعہ رونما ہوتا ہے۔اس کے پس منظر کیا مقاصد تھے اور چاہتے کیا ہیں؟۔اس کو ایک ایک limit سوچ کی طرف نہیں جانا چاہیے کہ اس میں کتنے بڑے ہاتھ ہونگے۔چاہیے معمولی سا ایک گروہ یہ کر سکے گا ۔جب تک اس کے پیچھے فارن فنڈنگ نہ ہو۔جبکہ اس کے پیچھے آپ خود دیکھ رہے ہو کہ برملا آج سوشل میڈیا پر آرہے ہیں انٹیلی جنس ایجنسیز انڈیا کے وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ ہمیں مذہبی منافرت پھیلانا چاہیے، مذہبی تفرقہ پھیلانا چاہیے، دیوبندی کو بریلوی سے لڑاؤ، بریلوی کو اہلحدیث سے لڑاؤ۔الحدیث کو شیعہ سے لڑاؤ۔یہ اُن کی سازش ہے وہ چاہتے یہی ہیں۔لیکن ہم انشاءاللہ وتعالیٰ ہمیں کوی امکان ہے کہ انشاءاللہ وتعالیٰ اس پر جو ہیں عبور حاصل کرینگے۔اور انشاءاللہ جو fencing ہو رہی ہے لامحالہ اُن کی کوشش یہ ہوگی کہ fencing جب تک ہے کچھ ایسی کمزوریاں ہوسکتی ہیں کہ وہ آکر وہاں پر بم بلاسٹ کرلیں لیکن بہت زیادہ قابل مذمت ہے مَیں آخر میں یہ کہوں گا کہ مَیں نے محسوس کیا ہے، مَیں حلفاً کہتا ہوں اگر کوئی گواہ بھی ہے مَیں کل گیا فاتحہ پر ایمل کاسی اور شاہزیب کے فاتحہ پر گیا ہوا تھا۔جو گھڑ گھڑاہٹ جو دکھ اُن کے والد اور فیملی کے آنکھوں میں مَیں نے دیکھا خدا کی قسم مَیں آنسو نہیں روک سکا فاتحہ میں۔وہ ایسے جوان تھے مَیں محسوس کرتا ہوں مَیں اپنے بیٹے کو محسوس کرتا ہوں اپنے چھوٹے بھائی کو محسوس کرتا ہوں، مَیں محسوس کرتا ہوں کہ یہ جوان اس کے جانے کا ٹائم نہیں تھا۔لیکن ہمارے دشمن ہمارے بدخواہ وہ کرتے آرہے ہیں۔اور کرتے جائیں گے۔اس لئے ہمیں اُن کے مذموم مقاصد کو ہر صورت میں جانچنا ہوگا اور پرکھنا ہوگا۔thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عبدالخالق ہزارہ صاحب۔یہ تو آپ نے کہا تھا کہ مَیں مختصر بات کروں گا جی ملک صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا۔جناب اسپیکر صاحب! آج کے اس تحریک التواء پر بحث ہو رہی ہے اور یہ ایوان گواہ ہے کہ اس اسمبلی کا جب بھی اجلاس چلا آرہا ہو اس دوران کبھی نہ کبھی کوئی نہ کوئی اس قسم کا واقعہ ضرور درمیان میں

آ جاتا ہے اور اسی اسمبلی کے اسی فلور پر جو ہے ناں امن وامان پر بات چیت ہوجاتی ہے پھر ہمارے دوست جس طرح ابھی کہہ رہے تھے کہ بلوچستان میں امن ہے پہلے سے حالات بہت زیادہ بہتر ہیں دشمن بہت چالاک ہے یہ پہلا واقعہ نہیں ہے وغیرہ وغیرہ جناب اسپیکر صاحب میرے خیال میں، میں نہیں کہتا کہ کل کے مقابلے میں آج کتنا امن ہے لیکن آیا اس قسم کے واقعہ کے بعد ایک تحقیقاتی کمیٹی کو بنا کر پھر اس کی رپورٹ ہے وہ کبھی منظر عام پر نہیں آئے گا اور اسی کے ساتھ ہی ایک دوسرا واقعہ ہوجائے گا اور پھر یہی اسمبلی گواہ ہے کہ ہم بیٹھ کر اس پہ اور امن وامان پر بات کریں گے بلوچستان کے اندر یہ سلسلہ اس طرح رواں دواں ہے جناب اسپیکر صاحب جو لوگ اس واقعہ میں شہید ہوئے چاہے وہ سیکورٹی فورسز کے لوگ تھے چاہے اس ہوٹل میں کام کرنے والے تھے چاہے اس ہوٹل میں کوئی رہائشی تھا اس میں ایمل کاسی ہو شاہ زیب ہو اسد خروٹی ہو نورزئی یا عباسی اس سب کے لئے ہم نے دعائے مغفرت بھی کی اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے لیکن آیا یہ کافی ہے اور اس کے بعد حکومت کی ذمہ داری ختم ہوجاتی ہے جناب اسپیکر صاحب یہی ہمارے الفاظ اور اس کے بعد وہاں سے جس طرح ہمارے کچھ دوستوں نے کچھ باتیں کیں اور وہ چلے گئے جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کے اندر 02-2001ء کے بعد باقاعدہ ایک سلسلہ شروع کیا گیا جس طرح باقی دوستوں نے مثالیں دیں کسی نے اپنی برادری کی مثال دی کسی نے اپنی پارٹی کی مثال دی میں بھی اپنی پارٹی کا مثال دیتا ہوں اور یہ میں یہ نہیں کہتا میں کہتا ہوں کہ ہم سب ایک مشترکہ ایک ایسے حالات سے دوچار ہیں کہ جس کی ہم سب زد میں ہیں آج محترمہ شکیلہ نوید یہاں پر بیٹھی ہوئی ہیں جناب اسپیکر صاحب بلوچستان کی ایک نشست پر ضمنی ہونے جارہا تھا اور ہم اس الیکشن campaign میں مصروف تھے ارباب ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تھے ارباب ظاہر کے گھر میں کہ ہمیں اطلاع ملی کہ محترمہ کے شوہر ملک نوید دہوار کو شہید کیا گیا مجھے کسی صحافی نے کہا کہ یہ آپکی پارٹی سے تعلق رکھتا ہے میں نے کہا ہاں وہ تو صبح ہمارے ساتھ تھا انہوں نے کہا ان کو ابھی شہید کیا گیا ہے ایک واقعہ نہیں ہے بلوچستان نیشنل پارٹی کے مرکزی جنرل سیکرٹری حبیب جالب سے لیکر جناب اسپیکر صاحب! سلام بلوچ سے لے کر ہماری پارٹی کے ستر کے قریب ایسے لوگ جو عہدہ دار تھے باقاعدہ ٹارگٹ کلنگ میں مارے گئے لیکن اس کے باوجود ہم نے امن کا دامن نہیں چھوڑا اور ہم نے ہمیشہ جو ہے دہشت گردی کے خلاف ہم نے باتیں کیں ہم نے کوشش کی کہ بلوچستان کا وہ جو امن ہے وہ جو روایتی امن ایک زمانے میں ہوتا تھا اس کو کسی کی نظر لگ گئی آج بھی ہم چاہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر واقعی یہ 70, ارب روپے سے بلوچستان کی سرزمین پر امن آسکتی ہے تو ہم اپنے بچوں کو اور اولادوں کو فاقہ کر کے ان کو مارنا چاہتے ہیں اگر اس سے ہی یہاں پر امن آسکتا ہے تو میں کہتا

ہوں کہ ہم یہ سب اس پر قربان کردیں گے لیکن 03-2002ء سے لے آج 22-2021ء آنے والا ہے جناب اسپیکر صاحب! ہم ایک فورس نہیں بنا سکے اس دہشت گردی سے نمٹنے کے لئے ہم تو تجربے پہ تجربے کرتے ہیں کبھی لیویز کو پولیس میں شامل کردیتے ہیں اور کبھی واپس پولیس سے لاکر اس کو لیویز میں شامل کرتے ہیں کیا ہم انکی Proper ٹریننگ نہیں کرسکتے ہیں اس ستر ارب روپے میں ہم کوئی Proper فورس نہیں بنا سکتے ہم اپنی اینٹی لیجنس کو بہتر نہیں بنا سکتے یہ چھوٹی سی بات کر کے کہ سرینا جیسے ہوٹل میں سیکورٹی لیپس ہے ہمارا دشمن آگیا اور اس نے جو ہے چائنیز سفیر کی موجودگی میں یا اتنی ہائی پروفائل لوگوں کی موجودگی میں ایک خودکش اندر داخل ہوتا ہے میں بحیثیت ایک اسمبلی ممبر جب بھی میں جاتا ہوں سرینا ہوٹل میری گاڑی کی نہ تو ڈکی کو چھوڑا جاتا ہے نہ بونٹ کو اور ساتھ ہی نیچے سے بھی کوئی شیشہ چلایا جاتا ہے پتہ نہیں یہ کس مرض دوا ہے آج تک ہمیں سمجھ میں نہیں آیا اس میں کوئی چیز نظر آتا ہے نہیں اگر ہمارے وفاقی وزیر داخلہ یہ کہتا ہے کہ ساٹھ کلو وزنی ایک کرولا گاڑی میں ڈال کر وہ ادھر اندر داخل ہوسکتا ہے پھر تو یہ شیشہ چلانے کی اور یہ کیمرے لگانے کی اور یہ سیکورٹی کے اتنے انتظامات کرنے کی ضرورت کیا ہے یہ بھی تو اس شخص کو تو شاباش ہے وہ اندر کی طرف نہیں چلا ویسے دوسرا اس کا وہ کیا کہتے ہیں Metal detector ہے ان سے بھی وہ گزر کے میرے خیال میں سرینا کے اندر بھی داخل ہوسکتا تھا جب اتنی بڑی گاڑی کو وہ اندر لاسکتا ہے اس کو کلیئر کیا جاسکتا ہے پھر وہ بندہ اندر بھی جاسکتا ہے ہماری سیکورٹی کا یہ عالم ہے ایک لمحہ فکریہ ہے اس پر ہم سب کو سوچنا چاہیے کیونکہ ان راستوں سے ہم سب گزرتے ہیں ہم سب کا واسطہ پڑتا ہے اور ہم سب کی زندگی کو خطرہ ہے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ ہمارے سیکورٹی اداروں نے قربانی نہیں دی ہے دے دی ہے قربانیاں پیسے بھی ہم خرچ کر رہے ہیں ہمارے لوگ بھی مر رہے ہیں لیکن یہ واقعات بڑھتے کیوں جارہے ہیں اس کے اندر جناب اسپیکر صاحب میں نے جسطرح اس دن بھی کہا کہ کچھ لوگوں کو ہم نے کھلی چھٹی دے رکھی ہے اسی کوئٹہ شہر کے اندر آپ کو بڑی بڑی گاڑیاں نظر آئیں گی جن کے اندر لوگ بیٹھے ہوں گے گاڑیوں کے شیشوں سے کچھ نظر نہیں آئے گا اس کے اندر جو کچھ بھی ہوگا آپ جتنے بھی چیک پوسٹ ہیں آپ اس کے پیچھے لگ جائیں یہ ہر اس چیک پوسٹ سے گزر جائیں گے کہ ہم اور آپ کو تو وہاں اس چیک پوسٹ پر تلاشی دینی ہوگی لیکن وہ گاڑیاں ادھر سے جا کر گزر جاتی ہیں میں خود کبھی کبھار کیونکہ ہنہ اوڑک ڈیگاری یہ علاقے میرے حلقے میں آتے ہیں کبھی کبھار میں راستے کو مختصر کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ میں کینٹ سے نکل جاؤں لیکن مجھے چیک پوسٹوں پر کھڑا کرتے ہیں کہ آپ اپنے سکواڈ کو یہاں پر چھوڑیں اور آپ جو ہے خود چلے جائیں تو میں کہتا ہوں چونکہ میں آگے جارہا ہوں اور اس علاقے کا نمائندہ ہوں سکواڈ کو چھوڑ کر میں کسطرح سپن کاریز ڈیگاری زڑخو کی

طرف کسطرح جاؤں یہ تو میرے ساتھ رہیں گے تو وہ کہتے ہیں کہ اجازت نہیں ہے لیکن جب ہم کینٹ کے اندر داخل ہو جاتے ہیں وہی گاڑیاں نظر آتی ہیں جناب اسپیکر صاحب ہر جگہ اس قسم کی چیزوں کی بھرمار ہے تو یہاں پر قانون جو ہے دو قسم کے قانون ہیں ایک غریب کے لئے قانون ہے جس کو ہر چیک پوسٹ پر بار بار اس کے جیبوں کی تلاشی لی جاتی ہے وہ ایک چاقو نہیں گزار سکتا اور ایک اس قسم کے لوگوں کے لئے قانون ہے بڑے لوگوں کے لئے جو ہر چیک پوسٹ سے چاہے اس کی گاڑی کے اندر جو بھی بھرا ہو جو بھی رکھا ہو وہ ہر جگہ جاسکتا ہے کھلی طور پر گھوم پھر سکتا ہے پھر ہم سیکورٹی کی بات نہ کریں پھر ہم اپنے دشمن کی بات نہ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: پھر یہ ہماری اپنی غفلت ہے یہ نقص ہمارے اپنے اندر ہے جناب اسپیکر صاحب یہ ہم نے ان سب کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے ایسے ہی چیزوں سے اس قسم کے واقعات بار بار ہوں گے میں کہتا ہوں جناب اسپیکر صاحب کہا جاتا ہے کہ کسی بھی ملک میں جو ہے وہ کفر کا قانون چل سکتا ہے لیکن جہاں پر ناانصافی ہو تو وہ قانون نہیں چل سکتا آج ہمارے ملک کے اندر بھی یہی ہے آج ہمارا قانون کا بھی یہی حال ہے میں نے اس دن بھی مثال دی کہ جب انگریز کا دور تھا ہمارے آباؤ اجداد کی باتیں ہیں کہ اگر لیویز کا ایک سپاہی گاؤں کا رخ کرتا تھا اس کے ہاتھ میں خالی ایک simple ڈنڈا ہوتا تھا اس زمانے میں قانون تھا لوگ لڑکھڑاتے تھے لوگ گھبراتے تھے کہ یہ لیویز سپاہی کس کے گھر جا رہا ہے پتہ نہیں خدانخواستہ اس علاقے میں کیا ہوا ہے آج آپ کی فلیگ گاڑیوں کی موج لگی ہوئی ہے چلتے ہیں سارا دن ہر گلی کوچے گزرتے ہیں وہ راستے میں ہیں اسی دوران واقعات بھی ہوتے ہیں دھماکے بھی ہوتے ہیں لوٹ مار بھی ہوتی ہے ٹارگٹ کلنگ بھی ہوتی ہے یہ سب انہی کی موجودگی میں ہوتا ہے جناب اسپیکر صاحب تو مَیں کہتا ہوں کہ کم از کم ہمیں یہ دوغلی پالیسی تو بند کر دینا چاہیے۔ ہمارا ایک قانون ہونا چاہیے اور اُس پر عملدرامد ہونا چاہیے، اِسی میں اِس ملک کی بقاء ہے اور اِسی میں ہم سب کی بقاء ہے۔ ہم اگر اپنے ملک کو کمزور کریں گے تو اُس کے لیے پھر ہماری پالیسیاں اِس طرح ہوں گی جو آج تک ہم بُھگت رہے ہیں۔ اِس لیے مَیں آج کا جو یہ واقعہ ہے اِسکو مَیں condemn کرتا ہوں اور حکومت سے میرا یہی مطالبہ ہے کہ نا صرف سرینا ہوٹل کے واقعہ کے پس پردہ جو محرکات ہیں اُس کو ڈھونڈ لیں بلکہ جو ہزارہ برادری کا واقعہ ہوا ہے جو اُس سے پہلے بلوچستان میں ہزاروں لوگ اِس دہشتگردی کی بھینٹ چڑھے ہیں کم از کم اُن میں سے کچھ لوگوں کو تو منظر عام پر لا یا جائے کہ کرنے والے یہ تھے اور کروانے والے جو ہیں اُن کے پیچھے یہ محرکات تھے جس کو ہم نے ڈھونڈنا ہے اور یہ ہمارا دشمن ہے تاکہ ہمیں نظر آئے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی خلیل جارج۔

جناب خلیل جارج بھٹو: سب سے پہلے میں سرینا کا جو واقعہ ہوا ہے اُس کا دلی افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور بیماروں کے لیے بھی دُعا گو ہوں کہ خدا اُنہیں صحت یابی عطاء کرے۔ sir مَیں اپنی تقریر کا آغاز ایک چھوٹے سے واقعے سے کروں گا کہ کسی جگہ آگ لگ جاتی ہے اور سارے لوگ پانی ڈال رہے ہوتے ہیں، کوئی بالٹیوں سے لا رہا ہوتا ہے، کوئی پائپ سے لا رہا ہوتا ہے تو ایک چڑیا اپنی چونچ میں پانی لاتی ہے اور وہ بھی ڈال رہی ہوتی ہے۔ تو ہم جیسے لوگ کہتے ہیں کہ کیا اے چڑیا تیری چونچ میں جو پانی ہے کیا اِس سے آگ بجھ پائے گی؟ تو کیا خوبصورت جواب دیا کہ کل میرا نام آگ بجھانے والوں میں ہوگا، آگ لگانے والوں میں نہیں ہوگا۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے کبھی بھی دستبردار نہیں ہونا چاہیے۔ یہ ملک ہم سب کا ملک ہے، یہ ملک کسی ایک community کا، ایک فرقے کا نہیں ہے، جہاں قربانیاں دیگر اقوام نے دی ہیں وہاں قربانیاں minorities نے بھی دی ہیں، وہاں صحافیوں نے بھی دی ہیں، وہاں پولیس والوں نے بھی دی ہیں، وہاں فوج نے بھی دی ہیں، وہاں عام وخاص عوام نے بھی دی ہیں۔ لہٰذا ہمیں تقریروں سے نکل کر solution کی طرف آنا چاہیے۔

(خاموشی۔اُذان عصر)

جناب خلیل جارج بھٹو: جناب اسپیکر صاحب مَیں بات کر رہا تھا کہ وہاں قربانیاں ہر community نے دی ہیں، ابھی ہمیں speeches سے تقریروں سے نکل کر solution کی طرف آنا چاہیے۔ پچھلے پانچ سال مَیں نیشنل اسمبلی میں تھا وہاں بھی یہ debate تھی۔ وہاں واقعات زیادہ ہو رہے تھے، آج کی نسبت کل کے پاکستان سے آج کا پاکستان، کل کے بلوچستان سے آج کا بلوچستان قدرے بہتر ہے۔ مَیں یہ نہیں کہتا کہ گنجائش نہیں ہے، گنجائش ہے لیکن ہم یقیناً دہشتگردی کا نا تو کوئی مذہب ہے نہ ہی کوئی دین ہے۔ اُنہوں نے نہ church کو چھوڑا، نہ مندر کو چھوڑا، نہ مسجد کو چھوڑا، نہ امام بارگاہ کو چھوڑا۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہم میں تضاد ڈالنا چاہتا ہے۔ ہمیں لڑانا چاہتا ہے۔ اِسی لیے ہمیں اِن چیزوں کو سوچنا چاہیے، ہمیں مل کر دہشتگردی کا مقابلہ کرنا ہے۔ کسی کو blame نہیں کرنا کہ اِس حکومت نے کچھ نہیں کیا، کوئی بھی حکومت یہ نہیں چاہتی جناب اسپیکر کہ اُس کی حکومت بدنام ہو، اُس میں امن وامان نہ ہو، اُس میں دہشتگردی ہو، اُس میں غریب مر رہا ہو، اُس میں بے روزگاری ہو، کوئی حکومت یہ نہیں چاہتی۔ لیکن وہ یہ ضرور چاہتی ہے کہ بہتری کی طرف جایا جائے، پُرامن حکومت ہو، لوگوں کو روزگار بھی ملے، لوگوں کو اچھے طریقے سے امن کے ساتھ رہنے کا موقع بھی

ملے، لیکن جناب اسپیکر یہ سب کچھ اُس وقت ممکن ہوتا ہے جب ہم سب ایک platform پر ہوں۔ اپوزیشن ضرور اپنا کام کرے، حکومت اپنا کام کر رہی ہے لیکن مَیں جناب اسپیکر یہ بات ضرور کروں گا کہ جب مَیں تین دن کے دورے پر گوادر میں تھا اور رات دن جس طرح CM صاحب کام کر رہے تھے، گوادر میں امن دیکھ کر، ترقیاتی کام دیکھ کر اور مَیں سمجھتا ہوں کہ CEPC میں بھی گوادر میں اتنا کام نہیں ہوا جتنا حکومت بلوچستان نے کیا۔ میں اپنی بات کو زیادہ نہیں کروں گا، ہمارے معزز ارکان نے بھی بات کرنی ہوگی، لیکن مَیں صرف اپوزیشن اور دیگر بھائیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ solution کی طرف آئیں۔ تجاویز دیں، ایسی تجاویز جس سے یہ معاشرہ امن کی طرف جائے، معاشرہ ایسا نہ ہو کہ جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں کہ ملک اِس ٹائم کتنے بحرانوں کا شکار ہے۔ اِن بحرانوں سے نکالنے کے لیے حکومت اکیلی کچھ نہیں کر سکتی جب تک ہم سب ایک نہیں ہوں گے۔ اِس لیے دہشتگردی کی جتنی بھی آپ دیکھ لیں پہلے جو واقعات ہوتے تھے اُس کی بہ نسبت ابھی جو واقعہ ہوا ہے اور یہ مسلسل ایک دو دن واقعات ہوئے ہیں، اِس میں سب کی قربانیاں ہیں، مَیں سب شہداء کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی جان دے کر ہمیں امن کی طرف راغب کیا۔ لہذا میری گزارش ہے اِس معزز ایوان سے کہ مل بیٹھ کر یہ اسمبلیاں یہ منسٹریاں یہ اپوزیشن اُسی وقت ہوں گی جب ہم اپنے بچوں کو امن کا راستہ دیں گے 2021ء آ چکا ہے بہت ساری چیزیں بدل چکی ہیں، بہت ساری چیزیں بدلنے والی ہیں، لیکن دہشتگردی صرف پاکستان میں نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب۔ دہشتگردی دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں میں بھی ہو رہی ہے، اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو یہ ایسے عناصر ہیں، جو اِس ملک کا امن برباد کرنا چاہتے ہیں، بلوچستان کا امن برباد کرنا چاہتے ہیں، بلوچستان کے امن کے لیے جناب اسپیکر صاحب ہم سب کو ایک page پر ہو کر کام کرنا چاہیے۔ آخر میں ایک چھوٹا سا شعر کہ یہ ہماری آنے والی نسلوں کے لیے ہے اور حکم خداوندی بھی ہے کہ

اب کے برس اِک ایسا شجر لگایا جائے
کہ جس کا پڑوسی کے آنگن میں بھی سایہ جائے

بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ خلیل جارج صاحب۔ جی سید عزیز اللہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ جناب اسپیکر، بہت شکریہ مجھے Floor دینے کا۔ نصر اللہ زیرے کی طرف سے 21 اپریل 2021ء کے حوالے سے جو تحریک التواء Floor پر اِس وقت زیر بحث ہے، وقت کا تقاضہ ہے کہ اِس تحریک التواء کو serious انداز میں لیا جائے۔ سرینا ہوٹل میں دہشتگردی کا جو واقعہ ہوا اُن

میں جو حضرات شہید ہوئے، ہم اُن شہداء کو سلام بھی پیش کرتے ہیں، اُن کے لیے دُعائے مغفرت بھی کرتے ہیں لیکن ایک بات ہمیں ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ دہشتگردی کے واقعات اور یہ تسلسل ملک پاکستان میں کیوں جاری وساری ہے۔ terrorism اگرچہ ایک عالمی مسئلہ ہے لیکن اِس وقت اِس کا سب سے بڑا جو اثر پڑا ہے وہ پاکستان پر پڑا ہے۔ اُس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جن مقاصد کے لیے پاکستان کو حاصل کیا تھا اور ہم نے کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا، لاالہ الااللہ۔ ہم اُس وعدے سے، ہم اُس motto سے ہم اُس slogan سے ایفاء نہ کر سکے، ہم وہ نظام جو نظام پوری دُنیا میں امن کی ضمانت دیتا ہے۔ وہ نظام جو پوری دُنیا میں خوشحالی کی ضمانت دیتا ہے، وہ نظام جو پوری دُنیا میں امن وآشتی کا پیغام دیتا ہے۔ وہ نظام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے قرانِ پاک میں مکمل اور کامل دین سے تعبیر کیا ہے۔ ہم نے اُس سے بے وفائی کی اور اُس بے وفائی کی سزا آج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ جناب اسپیکر! مَیں لمبی تاریخ بیان نہیں کرنا چاہتا، قائداعظم کے وفات کے بعد لیاقت علی خان کے ساتھ کیا ہوا؟ راولپنڈی میں لیاقت علی خان شہید ہوتے ہیں لیکن لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد اُنکے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے بجائے اُنہیں موقع پر گولی سے کیوں اُڑایا جاتا ہے؟ اِسکے پس پردہ کیا محرکات ہیں؟ اِس کے پس پردہ کیا وجوہات ہیں؟ جناب اسپیکر! جب سے لیاقت علی خان کی شہادت کا واقعہ پیش ہوا ہے اب اُس وقت سے مسلسل دہشت گردی کا سامنا کر رہے ہیں۔ کبھی ایک شکل میں کبھی دوسری شکل میں، کبھی ایک انداز میں کبھی دوسرے انداز میں، 9/11 کے بعد ہماری کیا پالیسیاں رہیں؟ 9/11 کے واقعات کے بعد ہم نے کیا کیا؟ ہم قوم کو صحیح سمت نہ دے سکے ہم قوم کی صحیح انداز میں رہنمائی نہ کر سکے لہٰذا 9/11 وہ آج تک ہمارے لئے دردِ سر بنا ہوا ہے اور 9/11 کو طعنہ بنا کر پاکستان کو نشانے پر رکھا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آغا صاحب تھوڑا مختصر کر دیں اور بھی ساتھی رہتے ہیں بات کرنے کیلئے۔

سیّد عزیز اللہ آغا: مَیں مختصر کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میرے ساتھیوں نے میرے colleagues نے اپنی شہداء کی تعداد گنوائیں، مَیں تمام شہداء کو سلام پیش کرتا ہوں، تمام شہداء ہمارے لئے قابل قدر ہیں ہمارا قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہیں لیکن ایک بات اِس honorable House کی توسط سے کہنا چاہتا ہوں کہ دہشت گردی اِس جنگ میں میرے قائد محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب پر تین خودکُش حملے ہوئیں۔ مولانا فضل الرحمٰن کا قصور کیا تھا؟ مولانا فضل الرحمٰن صاحب کیا چاہتے تھے؟ مولانا فضل الرحمٰن صاحب اِس ملک میں امن چاہتے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اِس ملک میں خوشحالی چاہتے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اِس ملک میں اسلامی نظام کا بول بالا چاہتے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب یہاں اِنصاف کی بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ مختصر کریں۔

سیّد عزیز اللہ آغا: مولانا فضل الرحمٰن صاحب یہاں ووٹ کی تقدس کی بات کرتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: اِنصاف کی بات کرتے ہیں۔ لہٰذا دہشتگردوں نے اُن کو تین بار نشانے پر رکھا لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ فضل ہے کہ وہ خُدا کے فضل و کرم سے محفوظ ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔

سیّد عزیز اللہ آغا: لہٰذا جناب اسپیکر! ہمیں ماضی میں ذرا جھانکنا ہوگا، ہمیں ماضی کی طرف پلٹنا ہوگا، غلط پالیسیاں، غلط درجہ بندی، غلط حکمت عملی آج ہمیں دہشت گردی کی صورت میں کبھی سرینا میں نظر آرہی ہے، کبھی بلوچستان میں نظر آرہی ہے، کبھی فاٹا میں نظر آرہی ہے، کبھی پنجاب میں نظر آرہی ہے، کبھی سندھ میں نظر آرہی ہے، کبھی Marriott Hotel اسلام آباد میں، کبھی کراچی میں اور کبھی کوئٹہ کے سرینا ہوٹل میں واقعات ہوتے ہیں لہٰذا چونکہ ہم وہ صحیح سمت نہ دے سکے قوم کو، ہم جمہوریت نہ دے سکے قوم کو ہم اِسلامی نظام نہ دے سکے قوم کو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ عزیز اللہ آغا صاحب۔ آپ کا وقت ختم ہوگیا۔ جی میڈم شکیلہ نوید صاحبہ۔

سیّد عزیز اللہ آغا: اِس لئے آج ہم امن سے محروم ہیں لہٰذا ووٹ کو عزت دو اِسلامی نظام کا نفاذ پوری طور پر کیا جائے جمہوریت کو صحیح track پر چلایا جائے پھر اِنشااللہ و عزیز ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ملک چلے گا اور شائستہ انداز میں چلے گا۔ بڑی نوازش۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب۔ مہربانی۔ جی میڈم تھوڑا مختصر کردیں time کم رہ رہا ہے۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: جناب اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تحریک التواء جو ہمارے نصر اللہ زیرے صاحب لائے ہیں۔ اُس تحریک التواء کے حوالے سے مَیں یہ کہنا چاہوں گی کہ سرینا ہوٹل کا واقعہ ہوتا ہے اِتنے posh area میں اور security کے حالات یہ ہوتے ہیں کہ Chinese Ambassador یہاں ہوتے ہیں اور سرینا کہ اپنی security اِتنی سخت ہوتی ہے red zone میں اِس دھماکہ کا ہونا واقعی میں ہمارے لئے ایک سوالیہ نشان ہے۔ مَیں خالق ہزارہ صاحب کی بات کو تھوڑا سا second کرونگی اور اُس کو لے کر چلوں گی کیا آیا ہمیں اُن محرکات تک پہنچنا چاہیے کہ اِس سے فائدہ کس کو ہوا؟ کیونکہ بلوچستان ایک invisible war کی زد میں ہے۔ اِس کو ہمیں سب کو قبول کرنا پڑے گا کیونکہ ہم سب نے اپنے شہداء گنوائیں

ہیں یہاں میرے گھر سے بھی اُس دن میں کہتی ہوں یعنی قیامت جو گزرتی ہے اُس دن مجھ پر بھی گزری جس دن میں نے شاہزیب کا دیکھا ایمل کاسی کا دیکھا، 6 جون کو ایمل کاسی کی شادی ہو رہی ہے گھر والے اُس کی شادی کی shopping میں مصروف ہیں اور اُس کی واپسی میں لاش لائی جاتی ہے۔ ایک ایسا اَن دیکھی جنگ جس میں ہمارا بلوچستان کئی عرصہ سے decade سے پس رہا ہے۔ آیا اِس سے فائدہ کس کو ہے؟ آیا مسلمان، مسلمان کو مار رہا ہے؟ کیا یہ فائدہ ہے؟ چاہیے ہم لشکر جھنگوی کی بات کریں چاہیے داعش کی کریں کہتے ہیں پہاڑوں پر بیٹھے ناراض بلوچ ہیں اُن کا ہم نام لے لیتے ہیں کسی نہ کسی طریقہ سے ہم اپنے کئے کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن ہمیں اِس اَن دیکھے جنگ میں جو ہماری قیمتی جانیں جا رہی ہے ہمیں اُس کو دیکھنا چاہیے۔ واحد رئیسانی کی میں اگر بات کروں وہ میرا بھتیجا تھا، دو دن پہلے مجھے فون کرتا ہے کہ میرا admission MPhill میں ہو گیا ہے مَیں اپنی صحافت کے ساتھ ساتھ اپنی تعلیم جاری رکھنا چاہ رہا ہوں، مَیں آگے بڑھنا چاہتا ہوں ایک سوچ تھی اُس کی۔ ایک دن پہلے جو وڈھ ڈگری کالج کے پروفیسر ہیں ہمارے relative اُس کی تدفین کر کے ہم کوئٹہ پہنچتے ہیں تو شام میں یہ news ملتی ہے کہ واحد کو ایک snatching کیلئے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک motorcycle کیلئے کوئی چار گولیوں سے وار نہیں کرتا اِس کو ہم snatching قطعاً، مَیں یہاں وزیر داخلہ صاحب بیٹھے ہیں snatching کا قطعاً ایسا کبھی واقعہ نہیں ہوا ہے کہ ایک snatching کیلئے آپ چار سے پانچ ایسی گولیاں اُس کو مار دیں اور رپورٹ یہ پیش کریں کہ جی snatching ہوئی motorcycle لے گئے اور اُس کو وہاں قتل کیا گیا اور ایسے area میں جہاں پر رَش ہے بچے بیٹھے ہوئے تھے دُکانیں ہیں اِتنی رَش area میں ایک بندے کو target کر کے مارا جاتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! اِسی بلوچستان کے اگر مسائل کو لیں اب سرینا کا واقعہ ہوا road accidents ہوئے شام کو ایک اور news آئی کہ نگہت سلطانہ صاحب جو ڈگری کالج بیلہ کی teacher ہیں وہ accident میں منگوچر کے قریب کہیں اُنکا accident ہو جاتا ہے وہ فوت ہو جاتی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمیں بلوچستان کے اِن حالات کو تبدیل کرنے کیلئے ایک platform پر آنا پڑے گا ایک table پر آنا پڑے گا ایک جگہ پر بیٹھنے کی بجائے اِس کے کہ ہم pockets میں بیٹھ کر بات کریں بجائے اِس کے ہم خود ہی کوشش نہیں کرتے، جو لوگ اگر ہمارے اِس streamline میں آنا بھی چاہتے ہیں اُس کے لئے ہم برملا کوشش کرتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو active کرتے ہیں کہ آپ ایسے لوگوں کو لے کر آئیں کہ ہم ایک table پر بیٹھ کے بلوچستان کے issue پر بات نہ کر سکیں۔ ہم ایک table پر بیٹھ کر بلوچستان کے حالات نہ بدل سکیں۔ ہمیں

economical، ابھی یہ message جو سرینا کا گیا تھا مَیں اِس کو دوسرے aspects سے دیکھتی ہوں مَیں یہ دیکھتی ہوں کہ وہ ہم پر ایک الزام عائد کرنے کی کوشش کریں کہ بلوچستان کے لوگ ترقی نہیں چاہتے جیسے past میں جتنے بھی CPEC کے projects ہیں وہ آپ کو دوسرے صوبوں میں نظر آئیں گے آپ کو آپ کے بلوچستان میں آپ کی سرزمین پر نظر نہیں آئیں گے کیونکہ ہم ہمیشہ ایسے negative message باقیوں کو بھی دینا چاہتے ہیں اِس اَن دیکھی جنگ میں کہ ہم ترقی نہیں چاہتے۔ ہم ترقی چاہتے ہیں ہم پنے لوگوں کی خوشحالی چاہتے ہیں ہم اپنے بچوں کو تعلیم یافتہ کرنا چاہتے ہیں ہم health کے حوالے سے اُنکو ہر facilitate کرنا چاہتے ہیں لیکن اس اَن دیکھے جنگ میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم۔

محترمہ شکیلہ نوید نور قاضی: جو ہمارا نقصان ہے اِس کے بالکل اِنتہا تک جانا پڑے گا۔ اور ہمیں حقائق تک پہنچنا پڑے گا۔ اِنکا ازالہ نہیں پورا کر سکتے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میڈم۔ جی سردار رند صاحب۔

سردار یار محمد رند (وزیر تعلیم): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ قابل احترام اسپیکر صاحب اور میرے رفقاء السلام و علیکم! !Mr Speaker مَیں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ اس تحریک پر صرف چند ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں otherwise تو میں چاروں طرف دیکھ رہا ہوں کہ مجھے تو خالی کرسیاں ہی نظر آرہی ہیں۔ کیا ہم نے یہی فرض اپنا سمجھ لیا ہے کہ اپنی تقریر کر کے پانچ دس منٹ پریس اور میڈیا کو بتا کے پھر ہم اُٹھ کر چلے جائیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہم serious نہیں ہیں۔ اِن issues کو اِن مسائل کو بلوچستان کی جو اس حالت سے ہم گزر رہے ہیں ہم serious نہیں ہیں۔ ہم اِن مسائل کو serious نہیں لے رہے ہیں۔ جب سے پاکستان بنا ہے اور جب سے یہ صوبہ بنا ہے ہمیشہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ اچھی news آنی شروع ہو جاتی ہے کہ بلوچستان میں امن ہے بلوچستان میں کوئی ایسی واردات نہیں ہوئی ہے، کوئی دھماکہ نہیں ہوا ہے، کسی کا قتل نہیں ہوا ہے۔ کسی کے ساتھ زور زبردستی نہیں کیا ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد پھر ہم دیکھ لیتے ہیں کہ ایک نیا واقعہ ہوتا ہے اور اُس سے بڑا واقعہ ہوتا ہے۔ آج مجھے خوشی ہوتی کہ وزیر اعلیٰ صاحب Custodian of the House ہیں آخری وقت تک موجود ہوتے۔ ہمارے اراکین کے تحفظات کو سنتے، ہماری تجاویزات کو سنتے اور اُس کو مدنظر رکھ کے اپنی good governance کے لیے کوئی کوشش کرتے۔ کیوں کہ میں تو کوشش کر رہا ہوں کہ میرے لفظوں کا انتخاب چناؤ ایسا نہ ہو کہ کسی کو تکلیف پہنچے۔ کیوں کہ

اُس دن جو میں نے تقریر کی تھی آج میں اخبار میں دیکھ رہا تھا کہ CM صاحب کے جو comments آئے ہیں اُس کا تو میں انشاء اللہ اگلے سیشن میں اسی House کے اندر جواب دوں گا۔ کیوں کہ ابھی صرف law and order پر بات ہورہی ہے۔ مگر میرے خیال میں ریکارڈ ہے میرا پچھلے تین سال سے جب سے میں اس اسمبلی کا ممبر بنا ہوں۔ میں نے حتی الوسع کوشش کی ہے۔ کہ میں سب کا عزت کروں احترام کروں اُن کی نظریات کا اُن کی شخصیت کا۔ اور بحیثیت سردار رند میں تصور بھی نہیں کرسکتا کہ میں کسی بلوچستانی کی دل شکنی کروں یا اُس کے ساتھ ایسے الفاظ میں کہوں جس سے اُن کو تکلیف ہو۔ مجھے یقین ہے کہ اس دفعہ میں کوشش تو کروں گا مجھے یقین ہے کیوں کہ بہت سارے لوگ شیشے کا دل لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُن کا بہت نازک مزاج طبیعت ہے۔ وہ جلدی تھوڑے سے ہمارے کچھ ممبرز کچھ ہمارے دوست ناراض ہوجاتے ہیں۔ انشاء اللہ اُس کا بھی جواب اسی House کے اندر دوں گا اسی بلوچستان اسمبلی کے اندر۔ مگر آج میں صرف اس موجودہ law and order کی situation پر میں discuss کروں گا۔ مجھے تو زیرے صاحب کی بھی اُس پر بھی افسوس آرہا ہے کہ اُنہوں نے اتنے شہیدوں کے اتنے لوگوں کی لسٹیں گنوائیں۔ اور آگے میں مقابلے میں پھر ہمارے اچکزئی زمرک صاحب نے سنائی۔ میں تو کہتا ہوں کہ خدا گواہ ہے کہ اگر کوئی انسان ہے انسانیت والا ہے یہ باتیں سن کے اُس کا دل دہل جاتا ہے۔ اگر وہ انسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے جن کے اُوپر یہ وقت گزرا ہوگا یہ شہزادوں کی اُن کے بیٹوں کی، اُن کے باپوں کی، اُن کے بھائیوں کی، جب یہ لاشیں اُن کے گھروں میں گئیں ہونگی اُن کا کیا حال ہوگا۔ اُن کے کیا جذبات ہونگے۔ کیوں کہ میں نے بھی خود اپنے ایک پانچ سالہ بیٹے کی اور پانچ بچوں کی لاشیں اپنی ہاتھ سے اُٹھائیں ہیں۔ اور اُس کے بعد دس دس آدمی ہمارے قتل ہوتے تھے اور FIR نہیں کٹتی تھی۔ یہ تو بلوچستان کے صوبے کی حالت ہے۔ یہ تو اقتدار میں رہنے والے لوگوں کی حالت ہے۔ آج ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ اتنے عرصے بعد ہر طرف سے دہائی آرہی تھی کہ law and order بہت اچھا ہے بہت اچھی situation ہے۔ ہم بھی خوش تھے اور ہم بھی یہی چاہتے ہیں مگر اچانک Chinese Ambassador کے قافلے convoy پر آنے سے کچھ لمحہ پہلے بہت بڑا حادثہ ہوا اُس میں بہت سارے ہمارے اپنے پیارے بچے کاسی صاحب، شاہ زیب جیسے بچے ہمارے ہاتھ سے چلے گئے وہ شہید ہوگئے۔ بہت سارے اور لوگ بھی ہوئے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں اُن secret اداروں سے اور خاص طور سے صوبائی حکومت سے آپ کو پتہ تھا کہ Chinese ambassador جب آپ کے صوبے میں آرہا ہے اور اس خطے کی کیا صورتحال ہے صرف پاکستان نہیں اس وقت اس پورے خطے کی اندر ترقی سے لے کر ہندوستان سے

لے کر، افغانستان سے لے کر، ایران سے لے کے، پاکستان سے لے کے، پورے middle east کے اندر کیا کیسی کیسی صورتحال ہے۔ ہم نے سیرینا کے untrained جو پندرہ بیس ہزار روپیہ تنخواہ لیتا ہے اور ایک ڈنڈا اُس کو دے کر اُس کو ایک وردی پہنا دی جاتی ہے۔ Chinese Ambassador جس کا ہر کسی کو پتہ ہے کہ وہ simply ایک Ambassador نہیں تھا وہ اُن کے foreign office کا بہت بڑا تھنک ٹینک ہے۔ اور اُس کی اس خطے کے اُوپر خاص طور پر سی پیک کے اُوپر بہت گہری نظر ہے۔ اور چائنا میں اُس کی بہت اہمیت ہے۔ ہم نے اُن کا visit سرینا کے سیکورٹی کے حوالے کر دیا۔ کیا ہمیں ایسے measures نہیں لینے چاہیے تھے، ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہیے تھے۔ کہ ہاں یہ میرا بھی ایمان ہے کہ آپ کسی حملہ آور کو روک نہیں سکتے مگر ایسے اقدامات آپ کر سکتے ہیں کہ وہ آپ تک پہنچ نہ سکے۔ کاش کہ اگر Chinese Ambassador کے اس visit کو اتنی اہمیت دی جاتی اور ایسے اقدامات کیے جاتے کہ خودکش کو کم سے کم اُس ہوٹل تک نہیں پہنچنا چاہیے تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دھماکے سے، دھماکے سینکڑوں ہوتے ہیں ہم روز بلوچستان والے معذرت سے ہم لاشیں اُٹھا اُٹھا کے عادی ہو گئے ہیں۔ رو رو کے ہم عادی ہو گئے ہیں ہماری آنکھوں سے اب آنسو نہیں ٹپکتے۔ مگر دُکھ اور درد یہ ہے کہ اس ایک دھماکے کہ وجہ سے بلوچستان دس سال پیچھے چلا گیا۔ بلوچستان کی ترقی دس سال پیچھے چلی گئی۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ بلوچستان ترقی کرے گا تو پاکستان ترقی کرے گا۔ پتہ نہیں کچھ لوگوں کو یہ اچھا لگتا ہے یا نہیں لگتا ہے۔ بہت سارے think tanks بیٹھ کے باتیں کرتے ہیں اور اپنی اہلیت ہمارے اُوپر جاڑتے ہیں۔ مگر میں آج اس House کو گواہ بنا کے مسٹر اسپیکر آپ کو گواہ بنا کے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر واقعی پاکستان کے ساتھ کوئی sincere ہے۔ پاکستان کے 22 کروڑ لوگوں کے ساتھ sincere ہے۔ پاکستان کے مستقبل کے ساتھ sincere ہے تو اُن کو بلوچستان کے ساتھ sincere ہونا پڑے گا۔ یہ چند لوگ جو اسمبلیوں میں بھی موجود ہیں باہر بھی موجود ہیں جو بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں اِن سے بلوچستان کے حالات ٹھیک نہیں ہونگے اس میں پاکستان کے حالات ٹھیک نہیں ہونگے۔ اگر آپ کہتے کہ یہ میرے خیال میں کوئی آٹھ نو کروڑ لوگوں کی آبادی پنجاب ہے۔ آپ اُس کے agriculture سے اُن کا پیٹ بھریں گے۔ تو میرے خیال میں یہ نہیں ہوگا۔ اگر واقعی آپ نے پاکستان کے لیے سوچنا ہے اس 22 کروڑ لوگوں کے لیے سوچنا ہوگا۔ تو آپ کو بلوچستان کے لیے بھی سوچنا ہوگا۔ اس condition میں جب Prime Minister صاحب کو بھی ہم سنتے ہیں، سی پیک کے heads کو بھی سنتے ہیں دانشوروں کو بھی سنتے ہیں۔ کہ مستقبل ہمارا سی پیک ہے ان حالات میں ہم سی پیک سے فائدہ اٹھائیں گے۔ دنیا کے اندر آپ دیکھے

لیں مہذب قوموں کی history اٹھا کر دیکھے لیں۔ جب تک اُن کے ہاں امن نہیں آیا اُن قوموں نے کبھی بھی ترقی نہیں کی۔اور یہ بات آج میں آپ کو یہاں کہہ رہا ہوں۔کہ آپ کو بلوچستان کی ترقی اور پاکستان کی ترقی چاہئے۔تو آپ کو seriously یہاں بیٹھنا پڑے گا سوچنا پڑے گا۔اور بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ آپ کو dialogue کرنے پڑیں گے۔اوراُن لوگوں کے ساتھ جن کی تاریخ اس سے بھری پڑی ہو۔کہ میرے باپ نے بھی یہ کردار ادا کیا تھا میرے دادے نے بھی پردادے نے بھی اُس کی ضرورت نہیں ہے۔اُن لوگوں کے ساتھ dialogue کرنے پڑیں گے جو واقعی بلوچستان کا درد رکھتے ہوں۔جن کے اندر بلوچستان کے لیےکوئی جذبہ ہواپنے مفادات کے لیےاپنے بچوں کا سنہری مستقبل بنانے کے لیےنہیں اس بلوچستان کے غریب ونادار لوگوں کے بچوں کا مستقبل اگر اُن کو عزیز ہے تو اُن کے ساتھ آپ کو بیٹھنا پڑے گا۔یہ multicultural صوبہ ہے یہاں ہر طرح کی قومیں رہتی ہیں tribe رہتے ہیں قبیلے رہتے ہیں۔اب میں کہوں گا تو زیرے صاحب اٹھ کے کھڑے ہو جائیں گے۔بھائی ٹھیک ہے کہ آپ پختون ہو مگر پختونوں میں بھی 10 قبیلے ہیں۔اُن ہر دس آدمیوں کے ساتھ آپ کو dialogue کرنے پڑیں گے۔یہ قبائلی نظام ہے یہاں ایک قبائلی system ہے۔ہزاروں سالوں سے ہمارے پاس ہے اُسی system کو دوبارہ ہمیں activate کرنا پڑے گا ہر علاقے کے ساتھ ہمیں dialogue کرنے پڑیں گے۔وہاں رہنے والے قبیلوں سے dialogue کرنے پڑیں گے،وہاں کے لوگوں کے ساتھ کرنے پڑیں گے۔وہاں کے دانشوروں سے بات کرنی پڑے گی۔وہاں جیسے ابھی journalist ہیں اب جس طرح اُن کا قتل ہو رہا ہے جس طرح اُن کو مارا جا رہا ہے اور آج تک ایک کا بھی قاتل نہیں پکڑا گیا کیوں آخر وجہ کیا ہے۔آج میں کھڑا تھا کچھ ہمارے دوست تشریف لائے اُن سے بات کی اُن سے boycott ختم کروایا۔مگر میں حیران تھا میں سوچ رہا تھا کہ بھئی کیا مطلب ایسا کون سا آپ نے اُن کے ساتھ discuss کی اور کون سا اُن کو mechanism بتایا۔کہ چلے جی جو شہید گئے اللہ اُن کو جنت نصیب کرے اُن کے درجات بلند ہوں آئندہ کوئی نہیں مرے گا آئندہ کسی بے گناہ کو روڈ پر سائیکل چور اور موٹر سائیکل کے نام پر یا لسانیت کے نام پر قتل نہیں کیا جائے گا اُس کو بولنے دیا جائے گا۔کیونکہ جب تک پریس میڈیا اور زبان آزاد نہیں ہو گی دنیا کے اندر کوئی بھی اسی خطے میں نا وہ مہذب بن سکتے ہیں نا وہ ترقی کر سکتے ہیں نا وہاں امن آ سکتا ہے۔کاش کے آج ہمارے چیف منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہوتے ایک ایک ممبر کی تقریر سنتے اُس کو نوٹ کرتے اور پھر اُن کی ذمہ داری تھی اُن کی responsibility تھی۔کہ وہ پھر اُن لوگوں کی جنہوں نے اپنی comments دی ہیں رائے دی ہے اُس کی روشنی میں وہ عملی اقدامات کرتے۔مگر یہاں تو آپ دیکھے لیں

مجھے 2,4 لوگ اسی لیے میں نے جلدی جلدی آپ کو کہا کہ مجھے بھی بولنے دیں ایسا نا ہو کہ آخر میں صرف میں اور آپ بچ جائے۔ چلیے 2,4 لوگ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں ان کا بھی مشکور ہوں۔ تاکہ بولنے کا مقصد ہمارا یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی آواز اپنی vision اپنی سوچ اس اسمبلی کے through یہاں کی عوام کے پاس یہاں کے لوگوں کے پاس اور ایوان اقتدار میں بیٹھے لوگوں تک ہم پہنچائیں۔ میں آج بھی یہی کہتا ہوں کہ اُن stakeholders کے ساتھ آپ کو بات کرنی پڑے گی جو واقعی اس بلوچستان کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے میں نے امن ہوتے ہوئے بھی اس صوبے میں دیکھا ہے مجھے یاد ہے 80 کے بعد پہاڑوں کے اوپر لڑائی بھی دیکھی insurgency بھی دیکھی۔ مگر اُس کے بعد اُن لوگوں کو جناح روڈ پر گھومتے بھی میں نے اپنے آنکھوں سے دیکھا۔ تو اگر اُس وقت حالت ٹھیک ہو سکتے تھے ابھی کیوں نہیں ہو سکتے کیا وجوہات ہیں۔ خدا کے واسطے ہماری ماؤں پر ہماری بہنوں پر ہمارے یتیم جو معصوم بچے ہیں اُن پر رحم کریں۔ کوئی ایسی ایک system بنایا جائے جس سے بلوچستان میں امن آئے جہاں اللہ کی مخلوق جو ہے وہ سکون سے سانس لیں اور زندہ رہے۔ مگر مجھے یقین ہے یہ اربوں کھربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ پھر امن کی دہائی آتی ہے پھر اچانک ایک دن پتہ چلتا ہے کہ جی امن خراب ہو گیا۔ اربوں روپے کی گاڑیاں خرید لی جاتی ہیں اربوں روپے کی Bulletproof گاڑیاں خرید لی جاتی ہیں weapon خریدے جاتے ہیں trainings ہوتی ہیں۔ اور پھر ایک نیا سلسلہ چل پڑتا ہے پھر امن خراب ہو جاتا ہے بلوچستان کا خدا کے واسطے جو آپ نے کھانا ہے جو آپ نے لے جانا ہے ہمیں کچھ نہیں چاہیے ترقی نہیں چاہیے ہمیں تعلیم نہیں چاہئے ہمیں صحت، مگر خدا کے واسطے ہمیں اور ہمارے بچوں کو امن سے تو رہنے دو۔ یہ ترقی تو تب ہمارے کام آئے گی کہ جب ہم زندہ ہو گئے یہ ساری ترقی تو ہمارے قبر کے اُوپر تو نہیں آئے گی نا۔ اگر ترقی بھی ہو جائے مگر ہم تو یہاں نہیں ہونگے ہم کئی اور ہونگے۔ تو request یہی ہے House سے بھی اور Chief Executive سے بھی اور جتنی سیاسی جماعتیں ہیں خدا کا واسطہ ہے کوئی dialogue کا ایسا راستہ نکالیں کوئی وہ چیزیں نکالیں ہم نے تو ابھی بول دیا بہت سارے دوستوں نے میں کسی کو quote نہیں کرنا چاہتا۔ کسی نے آج تک یہ بولا یا رویہ اس وقت جو ہمارے پاس شیعہ قتل ہوئے سنی قتل ہوئے مچھ جیسا واقعہ ہوا۔ جہاں میں اُس کا ممبر ہو پارلیمنٹ کا ممبر ہو میں وہاں کا MPA ہو، وہاں کے علاقے کا سردار ہو، وہاں کا میں زمیندار ہو، وہاں میری قوم بستی ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں مجھے آج تک کسی نے ایک لفظ نا مجھ سے کسی نے پوچھا نا مجھ سے مشاورت کی نا مجھے بلایا گیا۔ تو کیا یہ فرشتوں کو بولتے ہیں کیا یہ عقل قل ہے یہ ارسطو ہے یہ ہر مسئلے کا اُن کے پاس حل ہوتا ہے نہیں ہے ان کے پاس یہ

ثابت ہو گیا کہ ان کے پاس حل نہیں ہے ان میں یہ قابلیت اور اہلیت نہیں ہے جب تک لوکل لوگوں کو اعتماد میں نہیں، لوکل قیادت کو نہیں اعتماد میں نہیں لیا جائے گا، لوکل tribes کو اعتماد میں نہیں لیا جائے گا اُس وقت تک ہم امن نہیں لا سکتے۔ کیونکہ ان دہشت گردوں کو ان خودکشوں کو ہم نے راستوں پر روک دینا ہے۔ ہم نے ان کو بارڈرز پر روک دینا ہے اگر یہ ہمارے بیچ میں آئیں گے تو ہم ان کو روک نہیں سکیں گے۔ تو اسپیکر صاحب میں آپ کا اور House کا بہت شکر گزر رہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ سردار صاحب۔ جی مبین خان خلجی

جناب محمد مبین خان خلجی: جناب اسپیکر صاحب بہت شکریہ اور جیسے میرے دوست نصر اللہ زیرے تحریک التوا لیکر آئے ہیں یہ ایک بلوچستان اور پاکستان اور کوئٹہ کا ایک بہت خطرناک واقعہ ہوا۔ اور روزے کے بابرکت مہینے میں اور جیسے شاہ زیب، ایمل، اسد، اور نور زئی بھائی شہید ہوئے ہیں اور ہماری فورسز کے لوگ شہید ہوئے ہیں ۔یقین کریں کہ ہر بندے کا ہر مسلمان کا دل بہت خراب ہوا۔ خدا کرے وہ گوادر میں شہادتیں ہوتی ہیں یا تربت میں ہوتی ہیں یا بلوچستان میں کئی بھی ہوتی ہیں اگر کوئی مسلمان ہے اُس کا ایمان تازہ ہے اور وہ اپنے آپ کو پاکستانی کہتا ہے اُس کا ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ مگر یہ میں آپ کو تھوڑا سا بتانا چاہوں گا۔ کہ جناب اسپیکر کہ ہمارے پچھلے دور میں کہ یہ دہشتگردی کے جو واقعات تھے یہ بہت زیادہ تھے حتیٰ کے یہ جو رئیسانی گورنمنٹ تھی ان کے دور میں پاکستان کا جھنڈا بھی کوئی نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اِس مستونگ کوئی نہیں جا سکتا تھا۔ گوادر کوئی نہیں جا سکتا تھا، مگر آج کی آپ صورتحال دیکھیں گے مگر آج کے اُس صورتحال اُس سے بہت بہتر ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اِنڈیا اِس کے اندر مداخلت کرر ہا ہے اور وہ مودی اپنے بیان میں کہتا ہے کہ مَیں بلوچستان کے اندر لوگوں کو ماروں گا اور میرے ساتھ یہاں کے بڑے بڑے لوگ ہیں بالکل video بھی آتی ہے WhatsApp کے اُوپر بتایا جاتا ہے۔ مگر میرے دوستوں سے یہ ہے کہ اُنکا نام لیتے ہوئے سب کو گھبراہٹ ہوتی ہے یہ ایک حقیقت ہے، یہ حقیقت ہے کہ اِنڈیا اِدھر مداخلت کرر ہا ہے افغانستان سے بیٹھ کے یہاں دہشتگردی ہوتی ہے وہ وہاں سے بندے بھیجوا تا ہے اور یہاں پر شہید ہوتے ہیں ہمارے ایمل کاسی جیسے لوگ، ہمارے دوست یہ سارے شہید ہوتے ہیں تو یہ آج شکر الحمد اللہ ہماری forces نے ہمارے law enforcement ایجنسیوں نے اُس کے اوپر کام بھی کیا ہے۔ ور اِنشاء اللہ اُنکو کیفر کردار تک بھی پہنچائیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ خود نہیں بتا سکتے مگر اِنشاء اللہ اِس ملک میں امن آئیگا پاکستان زندہ آباد رہے گا بلوچستان زندہ آباد رہے گا اِنشاء اللہ۔ اللہ نے جن لوگوں کو شہادتیں دی ہیں یہ شہادتیں ضائع نہیں ہوگی اِنشاء اللہ ہمارے ملک کو ہمارے صوبے کو اللہ پاک اپنے حفظ ایمان

میں رکھیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ مبین خان۔ جی اصغر علی ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! تمام ممبران نے جو واقعہ ہوا ہے سرینا ہوٹل میں اِس میں تفصیلی گفتگو کی ہے۔ یقیناً جناب اسپیکر صاحب! رمضان مبارک کا بابرکت مہینہ ہے اور گناہ سے نجات کا یہ مہینہ ہے اِس بابرکت مہینے میں اِس جیسا واقعہ ہونا یقیناً افسوسناک ہے اور اِس میں ایمل خان جیسے شاہ زیب جیسے ہمارے اور پانچ بھائی شہید ہوجاتے ہیں شہادت نوش کر جاتے ہیں جوان young لڑکے کسی کی شادی ہوئی کسی کی نہیں، کوئی شادی کی تیاری کر رہا تھا اور بیگناہ کو یہ نہیں معلوم کہ میرا قاتل کون ہے یہ نہیں معلوم کہ مجھے کس بات پر قتل کیا گیا ہے یہ نہیں معلوم کے مجھے قتل کرنے کی وجہ کیا ہے۔ یہ نہیں معلوم کہ میں کس قاتل کے پیچھے جاؤں۔ جناب اسپیکر صاحب! بڑا افسوس ناک واقعہ ہے مَیں مختصراً میری وزیر داخلہ صاحب سے یہ appeal ہے کہ کیوں ہوا یہ واقعہ کہ جب کہ یہ علم تھا کہ Chinese Ambassador آ رہا ہے visit کر رہا ہے بلوچستان کے دورے پر ہے سرمایہ کاری کریں گا یہاں، سرمایہ لگائے گا بلوچستان کی ترقی کیلئے تو ان کو چاہیے کہ جہاں بھی اِن کا stay ہے یا جہاں سے اِن کا راہ سے گزر رہے اُس پر full security کیوں فراہم نہیں کی؟ یعنی سرینا ہوٹل آپ کی جو security ہے وہ سرینا ہوٹل کا ایک عام جو security guard ہے نجی security guard اُس کے حوالے کیا گیا تھا بجائے یہ کہ اُس کو بالکل جو پولیس ہے جو ATF ہے جو forces ہیں اُنکے حوالے کیا جاتا پھر میرا خیال یہ ہے کہ شاید ہم اِس واقعہ سے بچ سکے۔ میری آپ کے توسط سے وزیر داخلہ سے یہ ایک درخواست کرتا ہوں کہ اِس کی inquiry کرائی جائے کہ اِس time جب Ambassador صاحب آئیں ہیں بلوچستان کے دورے میں کس نے غفلت کی کیوں غفلت ہوئی جہاں اِن کا stay تھا یا جہاں اِنکی meetings تھی وہاں پولیس یا forces deployed نہیں کی گئی یا جو کی گئی ہے وہ کیوں وہاں پر موجود نہیں تھی اِس کی مکمل تحقیقات کرائی جائے۔ جناب اسپیکر صاحب! جو لوگ اِس میں جنہوں نے اپنے duty صحیح طریقہ سے سرانجام نہیں دی یا جن کی غفلت کی وجہ سے یہ واقعہ آج رونماء ہوا بلوچستان میں اِس کو ایک مثالی بنایا جائے حکومت بنائیں کہ اِس میں یہ یہ لوگ involve تھے اِن کو برطرف کیا گیا نوکری سے، اِنکے خلاف enquiry کی جائے اِنکو برطرف کیا جائے اِنکو سزا دی جائے۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ پھر آئندہ اِس طرح کے واقعات رونماء نہیں ہونگے اگر یہ واقعہ ہوا ہے ہمارے ممبران نے پرانی تاریخ اُٹھائی پُرانی تاریخوں میں بات کرنی ہے مَیں یہ کہتا ہوں کہ دو سال ڈھائی سال الحمد اللہ تقریباً بلوچستان میں امن کی جو فضا قائم ہوئی ہے۔ قائم

ہونے کے بعد ایک دم سے ایسا واقع ہونا جو بندہ expect نہیں کرتا یا امید نہیں رکھتا یہ بھی افسوسناک ہے۔تو اس کو اپنا امن وامان قائم کرنے کے لیے جناب اسپیکر صاحب! ہوم منسٹر صاحب کو چاہیے کہ آپ پاور کا استعمال کریں۔جو لوگ جنہوں نے اپنی ڈیوٹی سرانجام نہیں دیں جو لوگ اپنی غفلت میں مرتکب پائے گئے ان کے خلاف سخت سے سخت کاروائی کی جائے چاہے وہ ایک اعلیٰ درجہ کا آفیسر ہو یا ایک سپاہی ہو اس میں پھر حکومت کو چاہیے full stand لے اپنوں نے جو غفلت کی ہے اس کو سزا ملے اس کی وجہ یہ ہے جناب اسپیکر صاحب آئندہ ایسے واقعات نہیں ہوں گے آج پانچ بے گناہ لوگوں کی جانیں گئی ہیں مجھے آپ بتائیں اس کا حساب کون دے گا کہ ان کے بچے نہیں ہیں کیا ان کے والدین نہیں ہیں کیا ان کی اولادیں نہیں ہے جناب اسپیکر صاحب یہ پانچ بندے کس سے فریاد کریں گے او پوچھتے ہیں کہ ہمارا قصور وہ پوچھتے ہیں کہ ہمیں کس بات پر قتل کیا گیا وہ پوچھتے ہیں کہ ہمارا قصور کیا تھا جناب اسپیکر صاحب حکومت! کو چاہیے جب اتنی VIP movement ہو رہی ہے صوبہ بلوچستان میں بالخصوص کوئٹہ شہر میں اس کے باوجود سرینا ہوٹل کی کیا سیکیورٹی نظام ہوگا مجھے آپ بتائیں کیا ٹھیک ہو گیا اس کی sop ہوگی مجھے آپ بتائیں ہم جاتے رہتے ہیں آتے رہتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں اگر اتنا high profile بندہ باہر سے آیا ہوا ہے اور سرمایہ کاری کے لئے آیا ہوا ہے اور بلوچستان کی ترقی کے لئے آیا ہوا ہے بلوچستان کی خوشحالی کے لیے آیا ہوا ہے اور اس کے باوجود بھی ایسے آپ اتنا easy لیتے ہیں ہر چیز کو یہ تو پھر نہیں ہونا چاہئے جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ترین صاحب

جناب اصغر خان ترین: میں آپ کے توسط سے مجھے امید ہے کہ وزیر داخلہ صاحب اس پہ stand لینگے جن لوگ اس میں غفلت کی ہے جن کی وجہ سے یہ واقعہ رونما ہوا ہے ان کے خلاف کارروائی کریں گے شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ترین صاحب جی وزیر داخلہ صاحب۔

میر ضیاء اللہ لانگو (وزیر محکمہ داخلہ وقبائلی امور): اَعوذ باللہ من شیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سب سے پہلے میں انتہائی افسوس کا اظہار کرتا ہوں سرینا ہوٹل کے واقعے پر جس میں قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیں۔اسپیکر صاحب جیسے آپ کو معلوم ہے کسی پیک کی صورت میں جب سے بلوچستان پاکستان کے لئے ترقی کی راہیں کھل رہی ہیں تو یہ ہمارے دشمنوں کو ایک آنکھ نہیں بھا رہی ہے۔ان کی ہمیشہ کوشش یہی ہوتی ہے کہ اس منصوبے کو ناکام بنایا جائے۔دہشتگردی کی ایک لہر لورالائی میں بھی شروع ہوئی۔ سیکورٹی

فورس کی کارکردگی پر اگر کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو اس کے لیے ایک مثال ہے کہ آپ نے دیکھا کہ لورالائی میں ایک دہشتگردی کی لہر آئی جس میں دو تین خودکش حملے ہوئے۔ ہماری سکیورٹی فورسز پر حملے ہوئے۔ ان سب کے جو ذمہ دار تھے ذمہ داروں تک ہم پہنچ گئے اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کیا۔ اور بہت سے لوگوں کو مارے بھی گئے۔ اس میں جس طرح سیکورٹی فورسز کوئٹہ میں واقعات ہوئے۔ گوادر میں واقعات ہوئے ان سب کے ملزموں کو بھی گرفتار کرلیا ہے۔ تو اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں جو دہشتگردی ہو رہی ہے اس میں ہندوستان براہ راست ملوث ہے اور افغانستان کی سرزمین کو وہ استعمال کررہے ہیں۔ اس سلسلے میں حکومت پاکستان نے بارڈر پر باڑ لگانے کا کام بھی شروع کیا ہے تو اس کی بھی main وجہ یہی ہے تاکہ سرحد پار سے آئے ہوئے دہشتگردوں کو روکا جاسکے۔ جو سرینا ہوٹل کا واقعہ پیش آیا ہے اِس میں ہم نے ایک اعلیٰ سطح کی کمیٹی بنائی ہے۔ ACS Home اس کی سربراہی کررہے ہیں اس میں دیکھا جائے گا انشاء اللہ جس کی بھی اس میں غفلت تھی جس کی بھی کمزوری ہوئی اُن کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ اور اُس کمیٹی کی رپورٹ آنے کے بعد آپ دیکھیں گے کہ actions بھی ہوگا ذمہ داروں کے خلاف اور میں انشاء اللہ آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں جس طریقے سے ہم لوگ تحقیقات کو آگے لے جارہے ہیں۔ اور جس طرح سے ہمیں hints مل رہے ہیں انشاء اللہ وہ دن دور نہیں کہ ہم ذمہ داروں تک پہنچ جائیں اور اُن کے گریبان ہمارے ہاتھ میں ہونگے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ وزیر داخلہ صاحب۔ زیرے صاحب! اور کچھ تو نہیں بولنا چاہتے ہیں آپ اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعرات مورخہ 29 اپریل 2021 بوقت دوپہر بارہ بجے تک کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے

(اسمبلی کا اجلاس شام 06 بجکر 30 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆